آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔ لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

Digitized by Khilafat Library

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء نمبر اوّل

مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۸ھ

چندہ سالانہ

فہرست مضامین

سیاست اور احمدیہ جماعت ۱ - ۱۹	تحریک برائے مسجد احمدیہ لنڈن ۲۵-۳۲
ہمارا آقا صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰ - ۲۵	جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ۳۳-۳۷
	ایتہا الاحباب ۳۸ - گوشوارہ ۳۹-۴۰

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل شاہی حکیم مولٰنا مولوی نور الدین صاحب رضؓ کی مجرّب ادویات

سرمہ لاثانی } کمزوری آنکھ - دھند - جالا - سرخی چشم - ضعفِ بصارت - آنسوؤں کا جاری رہنا
ان امراض کا لاثانی سرمہ - قیمت ۶ ماشہ ۸؍

سرمہ برقی :- کمزوری آنکھ - خارش - آنکھوں سے پانی کا آنا - دھند - قیمت ۶ ماشہ عہ؍

حبّ اکسیر جنین } اٹھرا کی بیماری کا مجرّب المجرّب علاج - اٹھرا یعنی حمل کا گرجانا بچّہ کا
مردہ پیدا ہونا قیمت فی تولہ عہ؍

مومیائی } بدن کی طاقت کے لئے اکسیر - تمام قوّتوں کا مجموعہ - کیسی ہی کمزوری ہو
اس کے استعمال سے رفع ہوجاتی ہے - قیمت فی تولہ عہ؍

معجون مسکی } بدن کی زردی - کمی خون - دل کا دھڑکنا - معدہ کی کمزوری - سانس کا پھولنا
ان بیماریوں کے لئے اکسیر ہے - قیمت ۲ تولہ عہ؍

حبّ جانا } تمام بدن کی کھوئی طاقت کا واپس لانا ان کا فرض عین ہے کمی خون کو چند یوم میں پورا
کردینا ان کا منصب ہے - تمام پٹھوں کی کمزوری کے لئے ان کے اندر برقی تماشا ہے
دماغ کی قوّت میں بے مثل ہیں - نسیان کو دور کرنا ان کے ہاتھ کا کھیل ہے - منگواؤ اور فائدہ اٹھاؤ -
قیمت ۲۰ گولیاں عہ؍

ہمارا ایجاد کردہ تحفۂ سرما تیار ہوگیا

تمام اعضائے رئیسہ کے لئے اکسیر ہے - بڑھاپے کی کمزوری کے لئے لاثانی ہے - خون پیدا کرنے میں اور بڑھاپے میں بے مثل ہے - بدن کو خوش رنگ اور نرم - چہرہ کو رونقدار چمکتا ہوا بناتا ہے - تمام طاقت کو ترقی دیکر آگے سے دگنی کرتا ہے - سردی کے ایام میں اس کا استعمال آبِ حیات کا کام دیتا ہے - ہر ایک طاقت چاہنے والے انشاء اللہ یقیناً طاقت حاصل کریں گے - اور اصحاب دفاتر - اور طلباء و کاتب اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں - اس کے استعمال سے تمام تھکان جسانی اور ثقالت دماغ جاتی رہیگی - اور روز بروز دماغ و حافظہ ترقی کرتا جائیگا - قیمت ۲۰ تولہ عہ

ملنے کا پتہ - نظام جان عبد الرحمٰن کاغانی - قادیان - ضلع گورداسپور پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

سیاست اور احمدیہ جماعت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے ۲۷۔ دسمبر ۱۹۱۴ء کو جو تقریر سالانہ جلسہ کے موقعہ پر فرمائی تھی اس میں آپ نے سیاست کے متعلق جو نصائح اپنی جماعت کو فرمائیں وہ چھپکر احمدیہ جماعت کے افراد تک پہنچ چکی ہیں۔ لیکن جیساکہ ناظرین سے مخفی نہیں۔ آجکل ہندوستان میں سیاسی شورش اُس زمانہ سے بھی بہت زیادہ ترقی کر چکی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ پھر احمدیہ جماعت کو اس سیل عظیم سے متنبہ کیا جاوے تا وہ غفلت ہی کی حالت میں اس کی رَو کے ساتھ نہ بہہ جاویں۔ در اصل آجکل ملک کی ایسی حالت ہے کہ اس میں رہکر پھر سیاست میں پڑنے سے اپنے کو روکنا آسان کام نہیں بلکہ بہت بڑا مجاہدہ چاہتا ہے لیکن ہمیں کامل امید ہے کہ احمدیہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور اپنے موجودہ امام اور مقتدا کے ارشادات کے ماتحت تیار ہو کر اس سیل عظیم کی رَو میں بہہ جانے سے اپنے آپ کو پوری طرح محفوظ رکھیگی۔ وَمَا توفیقنا

الا باللہ ۔ حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی تقریر مذکور کا حصّہ متعلقہ سیاست درج ذیل ہے ۔ (خاکسار مرزا بشیر احمدؓ)

"دوسرا امر جو مَیں نے بیان کرنا ہے۔ وہ **سیاست** ہے۔ ہماری جماعت کو اس سے بڑا دھوکہ لگا ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی بڑے ابتلا کا باعث ہوا ہے اور یہ بات کہ ہمیں سیاست میں کس قدر حصّہ لینا چاہیئے۔ آیا سیاست اچھی ہے یا بُری اور اگر بُری ہے۔ تو کہاں تک؟ اچھی ہے تو کس حد تک؟ سخت اختلاف کا باعث ہو گئی ہے مَیں جب اس کشمکش کو مدِّ نظر رکھ کر حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم پر غور کرتا ہوں اور ان لوگوں سے جو آپ کے ساتھ رہنے والے تھے پوچھتا ہوں۔ تو وہ یہ اظہار نہیں دے سکتے کہ حضرت صاحبؑ نے ان کو کبھی سیاست کی طرف مائل کیا ہو یا کبھی انکی توجہ کو اس طرف پھیرا ہو۔ مگر اس صورت میں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے اور یہ اعتراض صرف نو تعلیم یافتہ نوجوانوں کی طرف سے ہی نہیں۔ بلکہ پُرانے لوگوں کی طرف سے بھی پڑتا ہے کہ

سیاست سے کیوں جماعت احمدیہ کو روکا جاتا ہے؟

ایک نادان اور کم عقل انسان کہہ سکتا ہے کہ چونکہ یہ لغو چیز ہے اس لئے اس سے روکا جاتا ہے مگر تاریخ کا مطالعہ کرنیوالا اور گذشتہ قوموں کے حالات کا جاننے والا کبھی یہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ دنیا کی حکومتوں اور سلطنتوں کا مدار ہی سیاست پر ہے پھر قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے سیاست کے کچھ قواعد بیان فرمائے ہیں یہ اچھی چیز تھی تب ہی تو قرآن کریم نے اس طرف توجہ فرمائی ورنہ کیوں فرماتا ادھر ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ سٹرائکوں سے نفع حاصل ہوتا ہے اور حقوق مل جاتے ہیں پھر یہ بھی ہے کہ جائز ایجیٹیشن کو گورنمنٹ بھی ناپسند نہیں کرتی۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کو سیاست سے روکا جاتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیوں روکا ہے؟
میرا عقیدہ فقط یہ نہیں ہے کہ سیاست سے کوئی فائدہ نہیں۔ ہاں میرے عقیدہ

اور دوسروں کے عقیدہ میں یہ فرق ہے کہ وہ اور فوائد سمجھتے ہیں۔ اور میں اور۔ چونکہ اس کی وجہ سے جماعت میں ابتلا آنے کا ڈر ہے۔ اس لئے میں اصل بات بتانا چاہتا ہوں۔ تا اس کا فیصلہ ہو جائے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو یہ فیصلہ ہمیشہ کے لئے ہو جائے۔ قرآن شریف ہمیں فیصلہ کی آسان راہ بتاتا ہے کہ اگر ہم کسی بات کا فیصلہ کرنے لگیں۔ تو ہمیں اس کے فوائد اور اس کے نقصانات پر غور کرنا چاہیئے۔ جوئے اور شراب کی نسبت اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ شراب کے متعلق لوگ تم سے سوال کرتے ہیں۔ اور تم سے پوچھتے ہیں کہ یہ جائز ہے یا حرام۔ اور جوئے کے متعلق بھی پوچھتے ہیں۔ فرمایا ان کو اس کا یہ جواب دیدو (اسلام کیا ہی پاک مذہب ہے کہ کسی کی نیکی اور اچھی صفت کو ضائع نہیں کرتا۔ کیا ہی عمدہ اور پاک جواب دیا) کہ ان میں کچھ بدیاں ہیں اور کچھ فوائد بھی۔ لیکن بدیاں فوائد کی نسبت زیادہ ہیں۔ یہ کیا ہی لطیف جواب دیا ہے۔ ان کے سوال پر انہیں منع نہیں کیا گیا کہ تم شراب نہ پیو۔ اور جوا نہ کھیلو۔ بلکہ یہ فرما دیا ہے کہ ان میں منافع تھوڑے ہیں اور نقصان زیادہ۔ اب تم آپ ہی سمجھ لو۔ کہ تمہیں کیا کرنا چاہیئے۔ تو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے **یہ قاعدہ کلیہ** بیان فرما دیا کہ ہر ایک چیز میں دو باتیں ہوتی ہیں۔ یعنی نفع اور نقصان۔ **پس اگر کسی چیز میں نفع زیادہ ہو۔ اور نقصان تھوڑا۔ تو اُس کو کر لیا کرو۔ اور اگر کسی چیز میں نقصان زیادہ ہو اور نفع تھوڑا تو اس کو اختیار نہ کیا کرو۔** دنیا کا تمام کارخانہ اسی قاعدہ پر چل رہا ہے۔ ہر ایک انسان جس چیز میں نفع زیادہ دیکھتا ہے اس کو اختیار کر لیتا ہے اور جس میں نقصان زیادہ دیکھتا ہے اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسی قاعدہ کے مطابق تم **سیاست** کو دیکھو۔ سیاست بالذّات کوئی بُری چیز نہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ ایک ہی چیز ایک وقت میں حلال ہوتی ہے۔ تو وہی دوسرے

وقت میں حرام ہو جاتی ہے۔ مثلاً نماز ایک ایسی چیز ہے جس سے کہ قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے مگر ایک وقت یہی نماز پڑھنے والا شیطان ہو جاتا ہے یعنی سورج کے چڑھنے یا ڈوبنے کے وقت نماز پڑھنے والا بجائے قرب الٰہی حاصل کرنے کے شیطان بنجاتا ہے۔ اسی طرح روزہ کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ رکھنے والے کا مَیں (اللہ) ہی اجر ہوں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عید کے دن جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ شیطان ہیں۔ پس گو روزہ رکھنا ایک نہایت اعلیٰ عبادت تھی۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن روزہ رکھنے کو شیطانی فعل قرار دیا جس سے معلوم ہؤا۔ کہ ایک چیز ایک وقت میں اچھی ہوتی ہے تو دوسرے وقت وہی بُری ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کی پیٹھ میں درد ہو رہا ہو۔ اور وہ کسی کو کہے کہ میری پیٹھ پر مُکیاں مارو۔ مَیں تمہیں انعام دونگا تو اس طرح مُکیاں مارنے پر اس شخص کو انعام ملیگا۔ لیکن اگر کوئی مجلس میں بیٹھا باتیں کر رہا ہو۔ اور اس کا نوکر پیچھے سے آکر اس کی پیٹھ پر مُکیاں مارنی شروع کر دے۔ تو جانتے ہو کہ اس سے کیا سلوک کیا جائیگا۔ اس کو سزا دیجائیگی۔ کیونکہ موقع کے مطابق ہر ایک بات ہوتی ہے ؎ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد۔ تو بعض اوقات ایک بات خراب ہوتی ہے اور بعض وقت وہی اچھی ہو جاتی ہے۔ سیاست سے جو مسیح موعودؑ نے منع کیا ہے تو اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ اس کا موقع اور محل نہیں ہے اور خواہ گورنمنٹ اس کی اجازت بھی دیتی ہے تاہم یہ ناجائز ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ کہ گو گورنمنٹ ایک حد تک سیاسی امور کی طرف توجہ رکھنے کی اجازت دیتی ہے لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ اس کام کا انجام خراب ہوگا۔ اس لئے مَیں اپنی جماعت کو اسکی اجازت نہیں دیتا۔ ایک دفعہ صوبہ کے ایک بڑے افسر سے حضرت صاحبؑ ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ یوں تو آپ کسی کے پاس نہ جایا کرتے تھے۔ لیکن انہیں اپنا مہمان سمجھ کر چلے گئے۔ ان دنوں گورنمنٹ کا یہ خیال تھا۔ کہ مسلم لیگ سے

گورنمنٹ کو فائدہ پہنچیگا۔ ان افسر صاحب نے حضرت صاحبؑ سے پوچھا کہ آپ کا مسلم لیگ کے متعلق کیا خیال ہے۔ آپنے فرمایا۔ مَیں اسے نہیں جانتا۔ خواجہ صاحب چونکہ اس کے ممبر تھے۔ انہوں نے اس کے حالات عجیب پیرایہ میں آپ کو بتائے۔ فرمایا۔ میں پسند نہیں کرتا۔ کہ لوگ سیاست میں دخل دیں۔ صاحب بہادر نے کہا۔ مرزا صاحب۔ مسلم لیگ کوئی بُری چیز نہیں۔ بلکہ بہت مفید ہے آپنے فرمایا۔ بُری کیوں نہیں۔ ایک دن یہ بھی بڑھتے بڑھتے بڑھ جائیگی۔ صاحب بہادر نے کہا مرزا صاحب شائد آپنے کانگرس کا خیال کیا ہوگا۔ لیگ کا حال کانگرس کی طرح نہیں۔ کیونکہ کسی کام کی جیسی بنیاد رکھی جاتی ہے ویسا ہی اس کا نتیجہ نکلتا ہے۔ کانگرس کی بنیاد چونکہ خراب رکھی گئی تھی۔ اس لئے وہ مضر ثابت ہوئی۔ لیکن مسلم لیگ کے تو ایسے قواعد بنائے گئے ہیں کہ اس میں باغیانہ عنصر پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ آج آپکا یہ خیال ہے تھوڑے دنوں کے بعد لیگ بھی وہی کام کریگی جو آج کانگرس کر رہی ہے۔ چنانچہ واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ اب مسلم لیگ بھی اسی سیلف گورنمنٹ کے حصول کی طرف جُھک رہی ہے جس کا کانگرس مُدت سے مطالبہ کر رہی تھی۔ گو دکھاوے کے لئے لفظوں میں کچھ فرق رکھا ہو۔ غرضکہ گو صوبہ کے ایک بڑے اور ذمہ وار حاکم نے اس بات پر زور بھی دیا کہ مسلم لیگ سے نقصان نہیں ہوگا۔ لیکن حضرت صاحبؑ نے یہی جواب دیا کہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ پس خوب یاد رکھو کہ حضرت صاحبؑ نے جو اپنی جماعت کو جائز حد تک بھی سیاست میں حصّہ لینے سے روکدیا ہے تو وہ اس لئے نہیں کہ سیاست بالذات بُری ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت اس میں حصّہ لینا بجائے فوائد کے نقصان کا باعث ہے چنانچہ مَیں اس امر کی مزید تشریح کرتا ہوں :

حدیث میں آتا ہے ستکون اُثرۃٌ وامور تنکرونہا قالوا یا رسول اللہ فما تامرنا قال تؤدّون الحقّ الذی علیکم و تسألون اللہ الذی لکم یعنی ایک زمانہ ایسا آنیوالا ہے کہ ایسے حاکم ہو جائینگے کہ جو اپنے لئے بھلائی چاہینگے

اور تمہارے آرام کی فکر نہ رکھینگے اور ایسے امور ظاہر ہونگے جو تم کو برے معلوم ہونگے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسے وقت میں ہمیں کیا حکم ہے یعنی ہم اس وقت کیا کریں۔ کیا حکام کا مقابلہ کریں اور ان کو سیدھا کریں۔ فرمایا جو حکام کے حقوق تمہارے ذمہ ہیں ان کو تم ادا کر دو۔ اور جو تمہارے حقوق ان کے ذمہ ہیں انہیں خود طلب نہ کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ پر ڈالدو کہ وہ خود ان کا ذمہ وار ہو۔ اس کے مقابلہ میں حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ من قتل دون عرضہ ومالہ فھو شھید۔ جو اپنی عزت اور مال کے بچانے کے لئے کوشش کرتا ہوا مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ پس ایک طرف تو مال وعزت کی حفاظت میں مارے جانے والے کو آپ شہید فرماتے ہیں۔ اور دوسری طرف ارشاد ہوتا ہے کہ حکام جو کچھ بھی ظلم کریں صبر کرنا۔ اور ان کے ظلم کے مقابلہ میں خود ہاتھ نہ اٹھانا۔ اپنے حقوق کا مطالبہ بھی ان سے نہ کرنا۔ بلکہ اسے بھی اللہ پر ہی چھوڑنا۔ ان دونو حکموں کو ملا کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونو حکم مختلف اوقات کیلئے ہیں۔ کسی زمانہ میں تو یہ حکم ہے کہ خوب اپنے حقوق طلب کرو۔ اور کسی زمانہ میں یہ حکم ہے کہ جو کچھ ملتا ہے اسے خاموشی سے قبول کرو۔ مقابلہ تو الگ رہا۔ حکام سے اپنے حقوق کا مطالبہ بھی نہ کرو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک زمانہ حکومتوں پر ایسا ہوتا ہے کہ ان کی حالت ایسی نازک ہو جاتی ہے کہ اگر وہ اپنی پہلی حالت پر چلی جائیں تو چلی جائیں لیکن اگر ان کی حالت میں ذرہ بھی تغیر آجائے تو خواہ وہ بہتری کی طرف ہی ہو سیلن وہ مُہلک ثابت ہوتا ہے کیونکہ کمزوری ظاہر ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں ملک کا حکومت کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا اس کی تباہی کا یقینی باعث ہو جاتا ہے۔ پس ایسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکام سے حقوق طلب کرنے سے بھی روک دیا تا ایسا نہ ہو کہ حقوق طلب کرتے کرتے اپنی حکومت کو ہی تباہ نہ کر لیں لیکن دوسرے اوقات میں جب یہ حالت نہ ہو تو خاص حدود کے اندر حقوق کا مطالبہ جائز رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم بھی اسی طرح خاص

مصالح کے ماتحت ہے ؛

سیاست کیا چیز ہے

ایک قصہ گو لکھتا ہے کہ ایک دیوار تھی جو اس کے اوپر چڑھ کر اس میں جھانکتا۔ پھر نہ لوٹ سکتا بلکہ ہنستا ہنستا اندر ہی کود پڑتا یہ قصہ تو جھوٹ ہے کہ ایسی کوئی دیوار تھی کہ جو اسے دیکھتا تھا وہ اس کے اندر ہی غائب ہوجاتا تھا۔ لیکن اس پر غور کریں تو سیاست ایک ایسی ہی دیوار ہے۔ چونکہ انسان کی طبیعت عاجلہ کو پسند کرتی ہے اور جس کام کا فائدہ اُسے جلد ملجائے وہ اسے بہت پسند کرتا ہے اور دیر کو پسند نہیں کرتا۔ اس لئے لوگ ایسے کاموں کے درپے ہوجاتے ہیں جن کے کرنے سے فوری فوائد حاصل ہوں۔ اور سیاست بھی انہیں چیزوں میں سے ہے جن کے فوائد جلد تر حاصل ہوتے ہیں۔ پس جب لوگ دیکھتے ہیں کہ سیاست کی وجہ سے جلدی دولت۔ حکومت اور رتبہ ملجاتا ہے۔ تو اس کی طرف دوڑنے لگ پڑتے ہیں جس طرح کہا جاتا ہے کہ جب ایک دفعہ شیر کے مُنہ کو آدمی کا لہو لگ جاتا ہے تو پھر وہ ہر وقت انسان کے شکار کی تاک میں ہی رہتا ہے۔ اور پہلے اگر ایک دو آدمیوں سے بھاگ جاتا تھا۔ تو پھر تیس[۳۰] چالیس[۴۰] آدمیوں کی بھی پروا نہیں کرتا۔ اسی طرح سیاست کا خون جس کسی کے مُنہ کو لگ جاتا ہے۔ پھر وہ اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ اور اس کے اندر ہی اندر گھستا جاتا ہے ؛

سیاسی معاملات میں پڑنے کا پہلا خطرناک نتیجہ۔

چونکہ ایک طرف تو سیاست ایک ایسی چیز ہے جو اور سب کچھ بُھلا دیتی ہے حتّٰی کہ جان تک کی بھی ہوش نہیں رہنے دیتی۔ اور اپنی طرف ہی کھینچی جاتی ہے۔ اور دوسری طرف آجکل اسلام پر جو نازک وقت آیا ہوا ہے۔ اس سے پہلے اس پر کبھی نہیں آیا۔ اس لئے اسوقت اسلام کو جتنے بھی ہاتھ کام کے لئے ملجائیں اور جس قدر بھی سپاہی اسلام کی حفاظت کے لئے ملجائیں۔ اتنے ہی کم ہیں۔ اس لئے آج مسلمانوں کے لئے سیاست کی طرف متوجہ ہونا ایک ایسا زہر ہے جسے کھا کر

ان کا بچنا محال بلکہ ناممکن ہے کیونکہ سیاست بہت بڑی توجہ کو چاہتی ہے اور جو شخص سیاست میں پڑتا ہے وہ بالکل سیاست ہی میں غرق ہو جاتا ہے۔ آج یورپ میں ایسی جنگ ہو رہی ہے کہ ہر ایک سلطنت کو جسقدر بھی سپاہی مہیّا ہو سکتے ہیں۔ اتنے ہی مہیّا کرتی ہے۔ اور عورتوں اور لڑکے لڑکیوں تک کو لڑائی میں مدد دینے کے قواعد سکھائے جا رہے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسی خطرناک جنگ ہے کہ تھوڑے سپاہیوں سے کام نہیں چل سکتا۔ مگر اسلام کو جو جنگ درپیش ہے وہ اس یورپین جنگ سے بہت بڑھکر ہے۔ اور اکیلے اسلام کو کل دُنیا سے مقابلہ ہے اور دشمن ایسا قوی ہے کہ اسلام کے ایک ایک سپاہی کے مقابلہ میں ہزاروں سپاہی لاسکتا ہے۔ جو مسلمان ہیں وہ خود اسلام سے بیزار ہو رہے ہیں اور صرف نام کے مسلمان ہیں ورنہ اسلام سے وہ ایسے ہی دُور ہیں جیسے کہ غیر مذاہب کے لوگ۔ پس اس جنگ میں چند آدمی کامیاب نہیں ہو سکتے بلکہ ہر ایک مرد۔ بچّہ اور عورت کو اس میں حصّہ لینے کے لئے کھڑا ہو جانا چاہیئے۔ اگر کسی مکان کو آگ لگ جائے تو اسوقت یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ سقّہ کو بلاؤ۔ تاکہ وہ پانی لا کر آگ بجھائے۔ کیونکہ وہ پانی مہیّا کرنے پر مقرر ہے اور اس کام کی تنخواہ لیتا ہے اگر وہ آج کام نہیں آتا تو اسے نوکر کس لئے رکھا ہوا ہے بلکہ ہر ایک شخص دوڑتا اور بھاگتا ہوا جاتا ہے۔ تاکہ آگ پر پانی ڈالے اور اس کو بجھائے۔ اور عورتیں اور بچّے بھی اس کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اسی طرح اس وقت اسلام کے گھر کو دشمن نے آگ لگائی ہوئی ہے اور احمق ہے وہ جو اس انتظار میں بیٹھے کہ سقّے اس آگ کو بجھائیں اس عظیم الشان آگ کو جو اسلام کے مکان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ ایک دو آدمی نہیں بجھا سکتے بلکہ ہر ایک شخص کا جو اپنے دل میں ذرّہ بھی ایمان رکھتا ہے کام ہے کہ وہ اس آگ کے بجھانے میں لگ جائے اور تم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ جوان ہو یا بوڑھا۔ بچّہ ہو یا نوجوان۔ لڑکی ہو یا لڑکا کہ وہ

اس آگ کے بجھانے کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ اگر کوئی ایسے وقت میں بھی غفلت کرتا ہے۔ تو وہ اسلام میں نہیں ہے۔ پس ایسے زمانہ میں جبکہ اسلام کی حالت یہاں تک نازک ہوگئی ہے اگر حضرت مسیح موعودؑ لوگوں کو سیاسی معاملات میں حصّہ لینے کی اجازت دے دیتے۔ تو بہت سا حصّہ جماعت کا اس میں لگ جاتا۔ اور اسلام کی خدمت سے الگ ہو جاتا حالانکہ اسلام کو اس مدد کی سخت احتیاج ہے۔ اور جبکہ اس کی فوج آگے ہی قلیل ہے تو وہ اس قلیل فوج میں سے کچھ فوج کو اور کام میں کیونکر لگا سکتا ہے۔ نادان ہے۔ وہ انسان جو اس وقت سیاست کی کشمکش کو دیکھ کر اور پھر اسلام کی حالت کو معلوم کر کے سیاست کی طرف متوجہ ہوتا ہے کیونکہ اسے دین کے متعلق خدمت کرنے کی کب فرصت ملے گی۔ چونکہ سیاست میں پڑ کر انسان کو بہت جلد دُنیا میں عزت و شہرت حاصل ہونے لگتی ہے اس لئے لوگ اس نزدیک کے فائدہ کی خاطر دین کو بھی چھوڑ دیتے ہیں اور اس زمانہ میں تو دنیا کی کشش یوں بھی زیادہ ہے۔ پس سیاست جسقدر بھی انسان کو اپنی طرف کھینچے تھوڑا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ پسند نہ کیا کہ جو تھوڑے سے آدمی اُن کے ساتھ شامل ہیں ان کو بھی آپ سیاست میں دخل دینے کی اجازت دیکر اپنے ہاتھ سے کھو دیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہمیں سیاست کے چھوڑنے کی وجہ سے نقصان اُٹھانا پڑا ہے۔ ہم تحصیلدار۔ ڈپٹی اور دیگر سرکاری عہدے حاصل نہیں کر سکے تو وہ سمجھ لے کہ اس کے چھوڑنے سے خدا ملتا ہے۔ اور نہ چھوڑنے سے دنیا۔ پس اگر تمھیں خدا پیارا ہے۔ تو سیاست چھوڑ دو۔ اور اگر نزدیک کی خوشی پسند کرتے ہو۔ یعنی دنیا کی۔ تو پھر جو تمھاری مرضی ہے وہ کرو۔ اس صورت میں ہمارا تم پر کوئی ایسا اختیار نہیں ہے کہ مجبوراً تمھیں روکیں ٭

سیاسی معاملات میں پڑنے کا دوسرا خطرناک نتیجہ

سیاست میں جتھے کی ضرورت ہوتی ہے اگر کچھ آدمی کھڑے ہو کر گورنمنٹ سے کسی بات کا مطالبہ کرتے ہیں تو وہ ان کا مطالبہ پورا کرتی ہے۔ لیکن ہر ایک

بات کے پورا کرنے میں وہ اس بات کا لحاظ رکھتی ہے کہ لوگوں کی کثرت کس طرف ہے۔ اگر آج لوگ گورنمنٹ سے کوئی مطالبہ کرینگے۔ تو گورنمنٹ انہی کے مطالبات پورے کریگی جو زیادہ ہونگے۔ لیکن تم اپنے حال پر غور کرو۔ دوسروں کے مقابلہ میں تمہارا جتھا ہی کیا ہے کہ تم کچھ منوا سکو؟ ہماری اپنی حالت تو یہ ہے کہ کوئی دشمن ہمیں تنگ کرتا ہے تکلیفیں دیتا ہے۔ دکھ پہنچاتا ہے۔ تو ہم کو گورنمنٹ کے سپاہی اس سے بچاتے ہیں تو سیاست کی وجہ سے ہمیشہ وہی قوم کامیاب ہوتی ہے جس کا جتھا ہوتا ہے۔ اگر ایک سکول کے لڑکے سٹرائک کریں اور سٹرائک کرنیوالوں کی تعداد۔ سٹرائک کرنے والوں سے کم ہو تو سٹرائک کامیاب نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ایسی صورت میں افسر سٹرائک کرنے والے طلباء کو خارج کردیں گے لیکن اگر استقلال سے اکثر حصہ یا سب کے سب طلبہ سٹرائک کرینگے تب ان کو کامیابی کی امید ہوسکے گی ورنہ سخت ناکام ہونگے۔ لیکن تم بتاؤ۔ کہ تمہارے ساتھ کونسا جتھا اور کونسی جماعت ہے؟

سیاست میں پڑکر چھوٹی قوم بڑی میں جذب ہوجاتی ہے

یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے کہ جو چھوٹی جماعتیں سیاست کی طرف اپنا رُخ کرتی ہیں۔ انہیں اپنا جتھا بنانے کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں بغیر جتھے کے کوئی قوم سیاسی امور میں کامیاب نہیں ہوسکتی اس لئے وہ دوسروں سے ملنا جلنا شروع کردیتی ہیں۔ چونکہ وہ خود چھوٹی ہوتی ہیں اس لئے بجائے اس کے کہ اوروں کو اپنے ساتھ ملائیں خود ان میں جذب ہوکر اپنی ہستی فنا کرلیتی ہیں۔ دیکھو آج جو ہماری جماعت کو نقصان پہنچا ہے وہ بھی اسی سیاست کی وجہ سے پہنچا ہے پہلے پہل تو ہماری جماعت کے چند لوگ سیاست کی طرف متوجہ ہوئے۔ لیکن چونکہ سیاست ہمیشہ جتھا چاہتی ہے اس لئے ان کو دوسری جماعتوں میں شامل ہونا پڑا۔ اور ابتدا میں وہ یہ کہتے رہے کہ میل جول کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم دوسروں کو اپنی طرف کھینچ لائینگے لیکن رفتہ رفتہ خود ان میں جذب ہونے لگے۔ اوّل وہ انجمن حمایت اسلام

کے ممبر بنے۔ پھر اور زیادہ جو سیاست کی چوٹ لگی۔ تو مسلم لیگ میں شامل ہو گئے
پھر جب دیکھا کہ مذہبی اختلاف کی وجہ سے ان لوگوں میں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے
تو آہستہ آہستہ بڑی جماعت کو خوش کرنے اور خود عزت حاصل کرنے کے لئے
اپنے عقائد کو قربان کرنا شروع کیا۔ جانتے ہو یہ ضرورت ان کو کیوں پیش آئی؟ اس
لئے کہ یہ جتھا بنائیں۔ مگر دین لیتے لیتے ان کی دنیا بھی گئی۔ جتھا بنانے کی مثال آریوں
میں ہی دیکھ لو۔ ابتداء میں تو یہ فرقہ زیادہ تر مذہبی معاملات میں دخل دیتا تھا۔ لیکن
جب نئی تعلیم کی روشنی نے انہیں سیاست کے سبزہ زار میدانوں کی طرف ہدایت کی اور وہ
اس طرف جھک گئے تو اب مذہب ان میں مل گیا۔ آج یہ بحث ہو رہی ہے کہ آیا آریہ
کوئی مذہب ہے یا صرف ایک سیاسی جماعت ہے اور اسوقت کی ان کی حالت
یہی ظاہر کرتی ہے کہ وہ صرف ایک سیاسی جماعت ہے اور مذہب سے ان کو کچھ سروکار نہیں
انکی سب خصوصیتیں اب مٹ گئی ہیں اور یا تو یہ حال تھا کہ آریہ ہندو کہنے پر چڑتے
تھے کہ ہندو ہم نہیں ہم آریہ ہیں اور اس نام کو ناپسند کرتے تھے لیکن سیاست میں پڑکر
آج وہ اپنے دوسرے بھائیوں کو (جو ہندو کہلاتے تھے اور پرانے خیال کے تھے
ساتھ ملانے اور سیاست میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے) جتھا بنانے کی غرض
سے بڑی خوشی سے اپنے آپ کو ہندو کہتے ہیں اور اگر ان سے پوچھو کہ آپ آریہ ہیں یا ہندو
تو بڑی سختی سے جواب دیتے ہیں کہ آریہ کیا اور ہندو کیا سب ہندو ہیں اور انہی ہندوؤں کو
جنہیں وہ پہلے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے آج ساتھ شامل کر رہے ہیں۔ اور بانہیں پھیلا
پھیلا کر ان سے مل رہے ہیں تاکہ اپنا جتھا قائم کریں۔ لیکن ان کا جتھا بنانے کیلئے
دوسروں سے ملنے کا نتیجہ وہی نکل رہا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے بذریعہ پیشگوئی
بیان فرما دیا ہوا ہے یعنی دن بدن مٹتے جاتے ہیں۔ اور اپنا نام و نشان گم کرتے
جاتے ہیں اور وہ دن آتے جاتے ہیں جب آریہ مذہب مٹ جائیگا کیونکہ یہ
قوم سیاست میں پڑ چکی ہے اور سیاست کا کوئی مذہب نہیں اس لئے ان

کی سیاست رہ جائے گی لیکن مذہب مٹ جائیگا غرضکہ جتھے کے بغیر سیاست نہیں چل سکتی۔ لیکن جب دوسروں کو ملاکر جتھا بنایا جائیگا۔ تو اپنی خصوصیات چھوڑنی پڑینگی۔ اور جب کوئی قوم اپنی خصوصیات چھوڑ دیگی۔ تو وہ تباہ اور برباد ہو جائیگی ؛

۱۹۰۶ء-۷ میں جب پنجاب میں سخت شورش کے آثار پیدا ہوئے تھے اور بعض شریروں نے گورنمنٹ کے خلاف جوش پھیلا دیا تھا اس وقت دیکھا گیا کہ بعض بڑے بڑے وکلاء نے مسلمانوں کی دعوت کی اور ایک جگہ ملکر سب نے کھانا کھایا۔ اور سب چھوت چھات کے خیالات کو ترک کر دیا یہ کیوں ہوا جتھے کو وسیع کرنے کے لئے چنانچہ جو لوگ سیاست میں زیادہ پڑے ہوئے ہیں اُن سے پوچھکر دیکھو ان کا یہی مذہب ہے کہ ہم اوّل ہندوستانی ہیں اور پھر ہندو یا مسلمان ہیں۔ لیکن کیا اسلام اس بات کی اجازت دے سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اسلام تو یہی بتاتا ہے کہ تم اوّل مسلمان ہو اور پھر کچھ اور ہو بلکہ پھر کچھ بھی نہیں ہو؛

شائد کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ بعض لوگ سیاست میں بھی مشغول ہوتے ہیں اور پھر دین میں بھی مشغول ہوتے ہیں۔ بلکہ دین کی خدمت میں اپنا بہت سا وقت صرف کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاست میں مشغول ہوکر پھر بھی انسان دین کے کام کر سکتا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں ابھی بتا چکا ہوں۔ یہ تو ممکن ہے کہ بعض لوگ سیاست کے ساتھ دین سے بھی تعلق رکھیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ چونکہ سیاست جتھا چاہتی ہے اور جو لوگ سیاست میں پڑتے ہیں۔ وہ یا تو دین کو عوام کی ہمدردی حاصل کرنیکے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور اس طرح دین کی اصل غرض فوت ہو جاتی ہے۔ اور اس عمل سے بجائے دین کی ترقی ہونے کے اسے سخت صدمہ پہنچ جاتا ہے۔ اور یا یہ لوگ کثیر جماعت کی خاطر اپنے عقائد میں تبدیلیاں پیدا کرنی شروع کر دیتے ہیں اور اس طرح دوستی کے پردہ میں دشمنی کرتے ہیں۔ اور غریب لوگ ان کی وجاہت اور ان کے علم کے دھوکے میں ان کے شائع کردہ گندے اور بیہودہ عقائد کو ہی اصل اور سچے عقیدے خیال کر لیتے ہیں۔ اور اس طرح دین کا مغز ضائع ہو جاتا ہے پس

گو بعض ایسے لوگ بھی ہوں جو سیاست کے ساتھ دین کی طرف بھی توجہ رکھیں لیکن اسوقت چونکہ صداقت کمزور ہے ایسے لوگ دین کے لئے سخت نقصان دہ ہیں ؎

احسان کا بدلہ ہونا چاہئیے

پھر ہم کہتے ہیں کہ احسان بھی تو دنیا میں کوئی چیز ہے حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ " وہ تلخی اور مرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی - گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آکر ہم سب بھول گئے " پھر آپ نے لکھا ہے کہ جب سکھ ظلم کرتے تھے تو وہ کون تھا جو ہمیں ان سے بچانے کے لئے آیا - کیا اس وقت ہماری مدد کے لئے ترک آئے تھے - نہیں انگریز ہی آئے - اسوقت لوگ اپنے مذہب کو چھپاتے تھے لیکن پھر بھی ڈرتے تھے - لیکن آج ہم علی الاعلان اپنے مذہب کا اظہار کرتے ہیں مذہبی تکالیف جو کہ پیشتر تھیں ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے مسجدوں میں نماز پڑھنا تو الگ رہا گھروں میں بھی خدا کا نام لینا ایک جرم سمجھا جاتا تھا - لیکن گورنمنٹ انگلشیہ نے تو ایسی آزادی دے رکھی ہے کہ بعض جگہ اپنے مسلمان ملازموں کو دفاتر اور اسٹیشنوں کے احاطوں میں سرکاری زمین میں مساجد بنانے کی اجازت دیدی - گو افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اپنی بیوقوفی سے اس انعام کو ضائع کر دیا - اور مساجد کی زمین کے وقف ہونے کے بے موقع سوال کو اٹھا کر آیندہ کے لئے گورنمنٹ کو مجبور کر دیا کہ وہ اس آزادی سے ان کو محروم کر دے اور اپنے دفاتر اور اسٹیشنوں کو مذہبی جھگڑوں کے آماجگاہ ہونے سے محفوظ رکھے - اگر مسلمان بیفائدہ شور نہ کرتے تو آیندہ ان آسانیوں میں اور ترقی ہونے کی امید تھی اور وہ دن دور نہ تھا کہ ہر دفتر کے مسلمان بڑی آسانی سے نماز با جماعت کے ثواب عظیم کو حاصل کر سکتے - غرضکہ گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں - ہمارا سب سے بڑا مقصد دین کو پھیلانا ہے اور اس مقصد کے پورا کرنے کی ہمیں ہر طرح سے آزادی ہے - ملک کے جس گوشہ میں چاہیں تبلیغ کر سکتے ہیں - اور اگر دوسرے

ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں۔ تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے ان فوائد کے مقابلہ میں اگر مان بھی لیا جائے (گو میرا یہ خیال نہیں) کہ گورنمنٹ نے ہمارے کچھ حقوق دبائے ہوئے ہیں تو پھر بھی یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ چھوٹی چیزیں بڑی چیزوں پر قربان ہوا کرتی ہیں۔ جبکہ ہمیں اس قدر بڑے بڑے حقوق اور آرام اسی گورنمنٹ کے ذریعہ سے حاصل ہوئے ہیں تو اگر بعض حقوق جو ہمارے خیال کے مطابق ہمیں حاصل ہونے چاہئیں تھے۔ لیکن ابھی تک حاصل نہیں ہوئے تو بھی کوئی حرج کی بات نہ تھی۔ انگریزوں کے آنے سے پہلے ہندوستان میں مسلمانوں پر اکثر جگہ سخت ظلم ہو رہا تھا۔ انہوں نے آکر انہیں اس گری ہوئی حالت سے ابھارا۔ اب اگر انہوں نے کچھ فوائد حاصل کر بھی لئے تو مسلمانوں کو یہ خیال کر لینا چاہیئے کہ ان کا سب کچھ جا رہا تھا۔ انگریزوں نے آکر کچھ واپس دلا دیا۔ اگر کسی کا روپیہ گم ہو جائے اور کوئی شخص اسے ڈھونڈ دے تو وہ تو خود اپنی خوشی اس میں سے کچھ روپیہ اسے انعام کے طور پر دیدیتا ہے۔ مسلمانوں کی آزادی بھی گم شدہ تھی انگریزوں نے آکر انہیں واپس دی۔ اب اگر انہوں نے کچھ حقوق اپنے لئے رکھ لئے یا کچھ عہدے انگریزوں سے خاص بھی کر دیئے[۱] تو احسان کا نتیجہ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ یہ اس بات پر شور مچا کر ان کا مقابلہ کریں۔ بلکہ شرافت چاہتی ہے کہ ان کے احسان کو یاد کر کے ان کا ہاتھ بٹائیں۔ اور اگر بعض حقوق انہوں نے انکو نہیں بھی دیئے تو اس پر صبر کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ اس کے فضل سے انگریزوں کی معرفت ان کا بہت کچھ کھویا ہوا واپس ملا۔ انکا دین بھی جا چکا تھا اور دنیا بھی۔ دونو قسم کی آزادیاں اور دونو قسم کے حقوق ضائع ہو چکے تھے۔ انگریزوں نے دین میں تو انکو کامل طور سے آزاد کر دیا۔ اور دنیا میں بھی ان کو بہت کچھ آزادی دی۔ پس ان کو تو چاہیئے تھا کہ ان کے ممنون ہوتے نہ کہ کتہ چین بنتے۔ جو لوگ دین کی قدر جانتے ہیں ان کے نزدیک تو انگریز مذہبی آزادی دیکر اگر دنیاوی عہدوں میں سے ایک چپڑاسی کا عہدہ بھی ہندوستانیوں کو نہ دیتے

[۱] اب تو یہ خصوصیت بھی مٹا دی گئی ہے۔ ایڈیٹر

تو پھر بھی انہیں وجہ شکایت نہ ہوتی۔ کیونکہ محسن ہر حال میں شکریہ کا مستحق ہوتا ہے اور انگریز ہمارے محسن ہیں ؛

غلط خیال

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس قدر ہمیں آزادی اور آرام میسّر ہے ان کے دینے پر گورنمنٹ مجبور ہے کیونکہ ملک کی ترقی میں گورنمنٹ کا اپنا فائدہ ہے۔ اس لئے اس کا ہم پر کوئی احسان نہیں۔ ہم کہتے ہیں یہ تو اسی طرح کی بات ہے جس طرح کوئی کہے کہ والدین کا مجھ پر کوئی احسان نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے جذبات کے پورا کرنے کے لئے ایک دوسرے سے تعلّق پیدا کر لیا۔ اور میں پیدا ہو گیا کیا یہ بات ٹھیک ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح اس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بے شک گورنمنٹ کا بھی اس میں فائدہ ہے کہ امن قائم رکھے۔ مگر اس کے احسان کا بھی تو ہم انکار نہیں کر سکتے۔ چونکہ اس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہمیں یہ آرام و آسائش نصیب ہوا ہے۔ اس لئے ہم اس کے ممنون احسان ہیں اور بہرحال ہیں ؛

قرب الٰہی کے حصول کا طریق

پس تم خوب یاد رکھو۔ کہ سیاست میں پڑنے اور اس کی طرف توجہ کرنے سے سلسلہ احمدیہ نہیں بڑھ سکتا اور ہم میں سے جو کوئی اوروں کے ساتھ ملکر سیاست میں پڑیگا وہ بھی کامیاب نہیں ہوگا۔ کیونکہ جو خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دنیا کی طرف جاتا ہے۔ اس کو وہ بھی نہیں ملتی۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کے قرب کا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہو۔ تو وہ دنیا طلبی میں تمہیں نہیں ملیگا۔ بلکہ خدا طلبی میں ملیگا۔ خدا نے ہمارے لئے اپنے فضلوں کے دروازے کھولے ہوئے ہیں۔ اور وہ انسان جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا۔ اور جس کے ملنے کی توقع کرتے کرتے کئی بڑے بڑے بزرگ گذر گئے وہ خدا نے ہم میں پیدا کیا۔ پھر اس کے ماننے کی ہمیں توفیق دی۔ پھر ماننے ہی کی توفیق نہیں دی بلکہ اس کے سلسلہ کی خدمت کرنے کی بھی توفیق دی ہے۔ پس تم خدا تعالیٰ کے دربار کے وائسرائے اور لفٹنٹ گورنر ہو تمہیں دنیا کے کسی درجہ کی ضرورت نہیں ہے۔

Digitized by Khilafat Library

مسیح موعودؑ کا خادم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہے۔ اور آنحضرتؐ کا خادم خدا تعالیٰ کا خادم ہے۔ اس لئے تمہارے نام خدا تعالیٰ کے خادموں میں لکھے گئے ہیں۔ اس سے بڑھ کر انسان کو اور کیا فخر مل سکتا ہے؟ ایک صحابی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ میں تمہیں سورۃ فاتحہ یاد کراؤں۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ کیا خدا تعالیٰ نے میرا نام لے کر آپ کو یہ فرمایا ہے۔ آپ نے کہا ہاں تمہارا نام لیکر فرمایا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ زور سے رونے لگ گیا۔ کہ کیا میری بھی اتنی حیثیت ہے کہ خدا تعالیٰ میرا نام لے۔ ہم پر خدا تعالیٰ کے کتنے احسانات اور اس کی کس قدر نعمتیں ہیں۔ کہ ہمیں اس نے یاد کیا ہے۔ دنیا میں اگر کسی کو کوئی چھوٹا افسر بھی بلاتا ہے۔ تو وہ پھولا نہیں سماتا لیکن افسوس اور صد افسوس اس پر جس کو خدا تعالیٰ بلائے اور وہ اس بلانے کی قدر نہ کرے۔ تم کو خدا نے بلایا ہے دنیا کے بادشاہ اور افسر تمہیں وہ نہیں دے سکتے جو خدا تعالیٰ دے سکتا ہے۔ اس لئے تم اس کے بلانے پر دوڑتے اور شکر بجا لاتے ہوئے جاؤ۔ دنیا کے مال ومتاع۔ ناز ونعمت کے لحاظ سے اور لوگ تم سے زیادہ اور بہت زیادہ ہیں مگر دین کے خزانے صرف تمہارے ہی پاس ہیں۔ ان کے پاس نہیں ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کی خدمت کے نصیب ہوتے ہوئے اور کیا چاہتے ہو اسی میں لگے رہو۔ اور دنیا کی ایجیٹیشن دنیا کے کیڑوں کے حوالے کردو۔ اور تم شیطان کے مقابلہ پر ایجیٹیشن کرو ؛

ایک ایڈیٹر سے آپ کا مکالمہ

ایک شادی کے موقعہ پر ایک دفعہ مجھے لاہور جانا پڑا جو لوگ شادی میں شامل ہونے کے لئے آئے تھے۔ ان میں لاہور کے ایک مشہور اخبار کے ایڈیٹر بھی تھے۔ ان دنوں ٹرکی اور آسٹریا کا آپس میں جھگڑا تھا۔ اس لئے آسٹریا کے مال کو بائیکاٹ کرنے کے لئے اخباروں میں لکھا جارہا تھا۔ میں نے اس سے کچھ مدت پہلے ان ایڈیٹر صاحب کے خلاف ایک سخت مضمون لکھا تھا جو انکے کسی بیہودہ مضمون کے جواب

میں تھا جب ایڈیٹر صاحب کی اور میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپکی کیا عمر ہے۔ میں نے کہا۔ اُنیس ۱۹ سال ہے۔ یہ سُنکر وہ بڑے متعجب ہوئے اور کہا کہ آپ کی اتنی ہی عمر ہے۔ غالباً انہیں وہ مضمون یاد آگیا پھر کہا کہ ٹرکی کے دو صوبے آسٹریا نے دبا لئے ہیں۔ اس لئے آپکے خیال میں آسٹریا سے ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ میں نے کہا ہمارے سپرد تو بہت بڑا کام ہے۔ اس لئے ہم اور کسی طرف کس طرح توجہ کر سکتے ہیں؟ کہنے لگے ہمیں آسٹریا کے مال کو بائیکاٹ کرنا چاہیئے۔ اور اس کی کوئی چیز نہ خریدنی چاہیئے۔ میں اُس وقت ٹوپی پہنے ہوئے تھا جو کہ اتفاقاً اٹلی کی بنی ہوئی تھی۔ وہ ایڈیٹر صاحب کہنے لگے کہ آسٹریا کی بنی ہوئی ٹوپیاں ہمیں نہیں پہننی چاہئیں۔ میں نے کہا کہ میں تو اس خیال میں آپ سے متفق نہیں لیکن میری یہ ٹوپی تو اٹلی کی بنی ہوئی ہے جس وقت کا یہ ذکر ہے اس وقت میں ٹوپی پہنا کرتا تھا لیکن حضرت مسیح موعودؑ ٹوپی کو پسند نہیں فرمایا کرتے تھے مجھے خوب یاد ہے کہ ایکدفعہ عید کے دن مینے ٹوپی پہنی تو آپ نے مجھے دیکھکر فرمایا "ہیں تم نے عید کے دن بھی ٹوپی پہنی ہوئی ہے" مینے اسی وقت جا کر ٹوپی اُتار دی اور پگڑی باندھ لی (اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے بالکل ٹوپی کا استعمال ترک کر دیا) ایڈیٹر صاحب نے کہا کہ نہیں ہمیں ٹرکی کی مخالف سلطنتوں کی چیزوں کو ضرور بائیکاٹ کر دینا چاہیئے۔ مینے کہا ہم ایک کے بائیکاٹ سے فارغ ہو لینگے۔ تو پھر اور کسی کا بھی بائیکاٹ کرینگے۔ اس نے کہا آپ کس کا بائیکاٹ کر رہے ہیں۔ مینے کہا شیطان کا۔ سارے ملکوں پر شیطان کی حکومت ہے۔ اور یہ ہمارے حقوق دن بدن دبائے جا رہا ہے اور روز بروز ہمیں کمزور کر رہا ہے۔ کیا تمہیں اس کے بائیکاٹ کا فکر نہیں۔ ہم تو جب اس کا بائیکاٹ کر لینگے تو پھر اوروں کا دیکھا جائیگا۔ آجکل اسلام پر سخت مصیبت کے دن آئے ہوئے ہیں۔ اور شیطان اس کو کمزور کر رہا ہے۔ مگر تمہیں اس کا تو فکر نہیں۔ لیکن آسٹریا کے مال کو بائیکاٹ کرنے میں لگے ہوئے ہو۔ یہ سُنکر وہ شرمندہ سا ہو کر چپ ہو گیا ؛

واقعہ میں جو دُنیا چاہتا ہے وہ سیاست میں دخل دے اور سلطنتوں کے مالوں کو بائیکاٹ کرتا پھرے۔ لیکن جو اسلام سے محبت رکھتا ہے۔ اسے شیطان سے بڑھکر اور

کس کے بائیکاٹ کا فکر ہوگا۔ پس اگر ہمارے بیوی بچے۔ دوست۔ آشنا۔ مال و دولت آرام و آسایش بلکہ سب کچھ بھی قربان ہوکر اسلام کو ترقی نصیب ہو تو یہ ہماری عین مراد اور دل کی خوشی ہے یہ جماعت احمدیہ اسلام کی ضرورت کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔ پھر اگر ہم یہ تھوڑے سے آدمی بھی سیاست میں لگ جائیں۔ تو اور کون ہوگا۔ جو اسلام کی خدمت کریگا۔ **ان لوگوں کو جانے دو جو سیاست میں پڑتے ہیں**۔ اور تم دین اسلام کی خدمت میں لگے رہو ؁

کامیابی کا گر

قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے تمہاری کامیابی کا ایک گر بتایا ہے اور وہ یہ کہ ولقد اٰتینٰک سبعا من المثانی والقراٰن العظیم لا تمدن عینیک الیٰ ما متعنا بہٖ ازواجا منھم ولا تحزن علیھم واخفض جناحک للمؤمنین ۱۵-۸۷-۸۹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت کے مطابق تو اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اے ہمارے رسول ہم نے تم کو سات آیتوں والی ایک سورۃ دی ہے جو کہ بار بار پڑھی جاتی ہے (اسی کی یہ دوسری صفت بیان فرمائی گئی ہے) یہ قرآن عظیم کا حصہ ہے۔ یا اس کے یہ معنی ہیں کہ سورۂ فاتحہ اور قرآن عظیم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ یہ نعمت چونکہ تمھیں ملی ہے۔ اور تو بخیل نہیں ہے۔ بلکہ بڑا سخی ہے اس لئے تیرا دل چاہتا ہے۔ کہ اوروں کو بھی یہی ملے مگر وہ احمق اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کے لینے کی کوشش نہیں کرتے اور تجھے ان کی اس بات پر افسوس آتا ہے اور تو ان کی طرف حسرت سے دیکھتا ہے۔ کہ یہ کیوں اس سے حصہ نہیں لیتے۔ مگر تجھے چاہیئے کہ ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھ۔ اور جو پاک جماعت ہم نے تجھے دی ہے اس کی تربیت میں لگ جاؤ۔ ان کفار کی خبر ہم خود لینگے۔ چنانچہ ایک دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین۔ یعنی کیا تو اس غم میں کہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہوتے اپنے آپ کو ہلاک کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نعمت دی گئی تھی۔ وہ تمام

دنیا کو دنیا چاہتے تھے۔ اور ان کی خواہش تھی کہ تمام دنیا اسے قبول کرے۔ اللہ تعالےٰ
انہیں فرماتا ہے۔ کہ اگر لوگ گمراہ ہیں تو تم کیوں غمگین ہوتے ہو۔ تمہارے پاس جو
کچھ ہے وہ مومنوں کو پہنچاؤ۔ ان کفّار کے لئے بھی ایک وقت آجائے گا۔ جبکہ انہیں
اپنے کیئے کا پھل ملجائے گا۔ یہ تو آنحضرت صلعم کی شان کے مطابق اس کے معنی
ہوئے ہیں۔ ہماری نسبت سے یہ معنی ہیں۔ کہ اے مسلمانو! ہم نے تم پر بڑے
بڑے انعام نازل کیئے ہیں۔ اگر تم دنیا میں کسی کے پاس مال و دولت دیکھو۔ تو یہ نہ
کہو کہ وہ حاصل کر لیں۔ ان کو دیکھ کر تمہاری آنکھیں کھُلی کی کھُلی نہ رہ جائیں۔ بلکہ تم پر
جو کچھ تمہارے خدا نے نازل کیا ہے۔ یہ بہت بڑا انعام ہے اور اس کو خدا کا فضل
سمجھو۔ اور جو کچھ دُنیا داروں کو ملا ہے اسکی طرف نظر نہ کرو۔ پس تم لوگ بھی دنیا کو دنیا داروں
کے لئے چھوڑ دو۔ خدا تعالیٰ نے تمہیں اپنے دربار میں بلایا ہے اسلئے تمہیں کسی اور جگہ
نہ جانا چاہیئے۔ ہاں دنیا میں اتنا کماؤ جو تمہارے لئے ضروری ہو۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے
باقی جہانتک ہو سکے اپنے وقت کو دین کی خدمت میں صرف کرو اور ایسے لوگوں سے الگ رہو
جن سے ملکر تمہاری خصوصیات مٹتی ہوں۔ اور نہ ایسے کاموں میں پڑو جن کے لئے تمہیں
اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کرنی پڑے۔ یہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے صرف جماعت احمدیہ کی
ضرورت کے مطابق اور صرف دینی نقطۂ خیال سے ہے۔ باقی رہا یہ کہ دوسرے لوگوں کو کونسا رویّہ
اختیار کرنا چاہیئے۔ یا جبکہ سیاست میں مشغول ہونے میں کچھ حرج نہ ہو تو کس حد تک اور کن
قواعد کے ماتحت ہم سیاسی معاملات میں حصّہ لے سکتے ہیں یہ ایک الگ مضمون ہے اسوقت
اسکے بیان کرنیکی ضرورت نہیں۔ اسوقت صرف اسی قدر کہنا کافی ہے کہ اسلام کی موجودہ ضروریات
چاہتی ہیں کہ ہماری جماعت سیاسی معاملات سے ایسی الگ رہے کہ جس حد تک گورنمنٹ اپنی رعایا کو
سیاسی معاملات میں دلچسپی رکھنے کی اجازت بھی دیتی ہے وہ سیاست میں اسقدر بھی دخل نہ دے
بلکہ خدا تعالیٰ کے سپرد کردہ کام کے پورا کرنے میں اپنا کُل وقت خرچ کرے اور اپنی توجہ کو بٹنے نہ دے
اور نہ سیاست میں پڑکر اپنی خصوصیات کو ضائع کرے ٭

ہمارا آقا صلے اللہ علیہ وسلم

باب پنجم

(گذشتہ سے پیوستہ)

پچھلے نمبر میں ہم نے غزوات کے سلسلہ کو اس نقطہ تک پہنچا کر چھوڑا تھا جہاں سے کُشت وخون کا آغاز ہوتا ہے۔ وادی نخلہ کا واقعہ یعنی سریہ عبداللہ بن جحش رض ہجرت کے دوسرے سال ماہ رجب میں پیش آیا۔ اس کے بعد غزوات کے سلسلہ میں جنگ بدر کا واقعہ ہے جو اسی سال ماہ رمضان میں ہوا۔ لیکن اسی جنگ کے حالات لکھنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ بعض متفرق واقعات کو بیان کردیا جاوے جو اس زمانہ میں ہوئے تاکہ جنگ بدر اور اس کے بواعث ونتائج یکجائی طور پر بیان کیئے جا سکیں۔

صیام رمضان

عبادات میں اسلام کے ارکان چار مانے گئے ہیں نماز روزہ زکوٰۃ اور حج۔ یہ گویا وہ چار بڑے ستون ہیں جن پر ایک مسلمان کے اعمال کی عمارت قائم ہوتی ہے۔ اور یہ چاروں جس طرح ظاہر میں اپنی الگ الگ شکل وصورت رکھتے ہیں اسی طرح باطن میں بھی انکی الگ الگ روحیں ہیں جو الگ الگ طریق پر اور الگ الگ شعبوں میں تزکیہ نفس کے کام میں ممد ہوتی ہیں۔ ان میں سے اب تک صرف پنجگانہ نماز مشروع ہوگی تھی جس کا ذکر باب چہارم میں معراج کے بیان میں گذر چکا ہے۔ اس سال رمضان کے روزوں کا بھی آغاز ہوا اور خدا کی طرف سے رمضان کے روزے مسلمانوں پر

فرض کیئے گئے یعنی حکم ہوا کہ رمضان کے مہینہ میں تمام مسلمان سوائے ناتوانوں کے صبح صادق سے لیکر غروب شمس تک ہر قسم کی کھانے پینے کی اشیاء سے پرہیز کریں اور خاص طور پر عبادت الٰہی اور تزکیہ نفس کی طرف توجہ کریں اور بیاہ شدہ لوگ ان اوقات میں اپنی بیویوں کے پاس جانے سے پرہیز کریں۔ روزہ میں ظاہری کھانے پینے وغیرہ سے پرہیز درحقیقت اپنے اندر بڑی بڑی حکمتیں رکھتا ہے چنانچہ انہیں حکمتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آنحضرت صلعم نے صیام کے متعلق فرمایا کہ اگر کوئی شخص دل کا روزہ نہیں رکھتا تو پھر ظاہری کھانے پینے کا پرہیز ہیچ ہے۔ یہ اس کو کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ایسا شخص مفت میں اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتا ہے۔ درحقیقت تمام اسلامی عبادات میں جہاں ظاہری صورت پر زور دیا گیا ہے وہاں اس سے بڑھکر ان کی باطنی حکمت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو کہ اصل مقصود ہے۔ کیونکہ اگر یہ سچ ہے کہ ظاہری صورت کے بغیر باطنی حکمت کا بقا محالات سے ہے اور جب تک کوئی باقاعدہ صورت نہ ہو اندرونی حکمت آہستہ آہستہ ضائع ہو جاتی ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ درست ہے کہ حکمت پر نظر رکھنے کے بغیر اور باطنی مغز سے الگ ہو کر ظاہری صورت بالکل ہیچ ہے اور کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ پس تمام اسلامی عبادات کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ جہاں ان کے مغز کے بقا کے لئے چھلکا رکھا گیا ہے وہاں اس چھلکے کے اندر مغز بھی ہے۔ چھلکا اس لئے کہ وہ مغز کے بقا کا ذریعہ ہے اور مغز اس واسطے کہ وہ اصل مقصود مطلوب ہے ؛

غرض اسی سال رمضان کے روزے فرض ہوئے اور ارکانِ عبادات میں سے دوسرا بڑا رکن قائم ہو گیا۔ اس سے پہلے اسلام میں صیام مشروع نہ تھا۔ ہاں جیسا کہ نماز کے مشروع ہونے سے پہلے بھی نماز کا وجود تھا اور مسلمان نماز پڑھتے تھے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے اسی طرح صوم رمضان کے مشروع ہونے سے

پہلے بھی آنحضرت صلعم اور مسلمان عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے لیکن یہ روزہ اسلامی شریعت کا حصہ نہ تھا بلکہ آنحضرت صلعم اہل کتاب کی اتباع میں ایسا کرتے تھے۔ درحقیقت آنحضرت صلعم کا یہ عام دستور تھا۔۔۔ بات کے متعلق آپ پر کوئی احکام نہ اُترے ہوں آپ ان میں اہل کتاب کے تعامل اور مذہب کے مطابق عمل کرتے تھے۔ پس چونکہ یہود کے اندر عاشورہ کے روزہ کا دستور تھا جو وہ اس دن کی یادگار میں رکھتے تھے جس دن حضرت موسیٰؑ اور بنو اسرائیل نے فرعون سے نجات پائی۔ اس لئے آنحضرت صلعم نے بھی مسلمانوں کو فرما دیا تھا کہ تم موسیٰؑ کے زیادہ حقدار ہو پس تم بھی عاشورہ کا روزہ رکھا کرو۔ لیکن جب خدا کی طرف سے رمضان کے روزے فرض کیئے گئے تو عاشورہ کا روزہ بند ہو گیا۔ پھر جس کا جی چاہے رکھتا تھا۔ اور جس کا جی چاہے نہ رکھتا تھا ؎

صدقۃ الفطر اور نماز عید

اسی سال صدقۃ الفطر کا آغاز ہوا۔ صدقۃ الفطر سے وہ صدقہ مراد ہے جو ہر ذی استطاعت مسلمان پر عید رمضان کی نماز سے پہلے ادا کرنا فرض ہے اور جس کی مقدار ایک صاع (ایک پیمانہ ہے) غلہ گندم ہے یہ صدقہ غرباء میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے پہلے ایک خطبہ دیا جس میں اس صدقہ کے فضائل اور محاسن بیان فرمائے اور پھر صدقۃ الفطر کا حکم دیا۔ صلوٰۃ العید بھی اسی سال مشروع ہوئی ؎

اسلام میں یوم الجمعہ اور عید رمضان اور عید اضحیٰ کو مسلمانوں کے واسطے خاص خوشی کے دن قرار دیا گیا ہے چنانچہ اس خوشی کے اظہار کے واسطے اسلام نے ان تینوں دنوں کے ساتھ خاص عبادت کو مستلزم کر دیا ہے کیونکہ ایک سچے مسلمان کی حقیقی خوشی اسی بات میں ہے کہ وہ عبادتِ حق تعالیٰ کا موقعہ پائے ؎

تحویل قبلہ کا واقعہ مفصل اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ وہ بھی دراصل ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان کا واقعہ ہے۔ لیکن سلسلہ غزوات کو یکجا بیان کرنے

کے واسطے اسے پہلے بیان کر دیا گیا تھا ؂

تزویج فاطمۃ الزہراء اسی سال حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کی شادی ہوئی ان کی عمر اب اٹھارہ برس کی تھی۔ حضرت علیؓ نے کسی کے معرفت آنحضرت صلعم سے حضرت فاطمہؓ کے متعلق درخواست کی۔ آپ نے فاطمہؓ سے دریافت کیا (کیونکہ لڑکی کی رضا اسلام میں ضروری ہوتی ہے) وہ خاموش رہیں۔ یہ ایک طرح کا اظہار رضا تھا۔ اسکے بعد آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ سے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس مہر میں دینے کے واسطے کچھ ہے؟ انہوں نے کہا کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ زرہ جو تم کو جنگ بدر میں ہاتھ آئی تھی کیا ہوئی؟ انہوں نے کہا وہ تو ہے۔ آپ نے فرمایا تو بس وہی کافی ہے۔ یہ کوئی ڈیڑھ سو روپے کی مالیت کی تھی۔ اسی مہر پر حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کا نکاح پڑھا گیا۔ آنحضرت صلعم نے حضرت فاطمہ کو جہیز میں ایک چارپائی ایک چمڑے کا گدیلا دو چکیاں ایک مشک اور دو مٹی کے گھڑے دیئے ؂

لکھا ہے کہ جب حضرت علیؓ اور فاطمہ کی شادی ہوئی تو آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اب تم کوئی مکان تلاش کرو لیکن حضرت علیؓ کو کوئی مکان نہ ملا اور وہ خود آنحضرت صلعم ہی کے ساتھ رہتے تھے۔ آخر حضرت فاطمہؓ نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ حارثہ بن نعمان انصاری کے مکانات سے کوئی مکان لے دیں۔ لیکن آنحضرت صلعم نے فرمایا "وہ ہماری خاطر اتنے مکانات پہلے ہی خالی کر چکے ہیں اس لئے مجھے تو کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔" حارثہ نے سنا تو دوڑے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس جو کچھ ہے سب آپ کا ہے یا رسول اللہ میرا جو مکان آپ قبول فرما لیتے ہیں وہ مجھے زیادہ خوشی پہنچاتا ہے بہ نسبت اس کے جو میرے پاس رہتا ہے، غرض انہوں نے اپنا ایک مکان خالی کروا دیا اور حضرت علیؓ و فاطمہؓ وہاں چلے گئے ؂

اب حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اکٹھے رہنے لگ گئے۔ لیکن چونکہ سارا گھر کا کام حضرت فاطمہؓ کو خود اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا تھا اور غلّہ وغیرہ پیسنے کا کام وغیرہ بھی وہ خود کرتی تھیں، اس لیئے اس مشقت نے ان کو بہت تکلیف میں ڈالا اور چکّی پر کام کرنے کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں چھالے وغیرہ پڑ گئے۔ حضرت علیؓ نے یہ حالت دیکھی تو فاطمہؓ سے فرمایا کہ رسول اللہؐ کے پاس بعض خادم آئے ہیں تم جاکر ان سے درخواست کرو کہ ایک خادمہ ہم کو بھی دیدیں۔ فاطمہؓ شرماتی ہوئی گئیں اور رُک رُک کر آنحضرت صلعم کے سامنے یہ درخواست پیش کی۔ آپؐ نے فرمایا اصحاب الصفہ کو بہت تکلیف ہے اور مَیں یہ نہیں کر سکتا کہ یہ خادم تم کو دیدوں اور وہ غریب بھوکے مریں اس لئے میرا ارادہ ہے کہ ان کو فروخت کرکے جو روپیہ وصول ہو وہ ان غریب لوگوں پر خرچ کروں"۔ حضرت فاطمہؓ یہ جواب سُنکر واپس آگئیں۔ جب رات ہوئی تو آنحضرت صلعم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ دونو بستر پر جا چکے تھے۔ آنحضرت صلعم نے پہلے اجازت چاہی اور پھر اندر داخل ہوئے۔ دونو تعظیم کے لئے اُٹھنے لگے مگر آپؐ نے فرمایا اپنی جگہ پر لیٹے رہو۔ پھر آپؐ نے فرمایا جو تم نے مجھ سے آج سوال کیا تھا کیا مَیں اس سے بہتر چیز تم کو بتاؤں؟ دونو نے شوق سے کہا "ہاں" آپؐ نے فرمایا "ہر نماز کے بعد دس۱۰ دفعہ تسبیح اور دس۱۰ دفعہ تحمید اور دس۱۰ دفعہ تکبیر کہا کرو اور جب تم رات کو بستر پر لیٹو تو تینتیس۳۳ دفعہ تسبیح اور تینتیس۳۳ دفعہ تحمید اور چونتیس۳۴ دفعہ تکبیر کہا کرو"۔ یہ کہکر آپ چلے آئے۔ لکھا ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ اس کے بعد مَیں نے یہ وظیفہ کبھی نہیں چھوڑا۔ ایک شخص نے پوچھا کیا صفین کی رات بھی نہیں چھوڑا؟ (صفین ایک خطرناک لڑائی تھی جو حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان ہوئی) آپؓ نے فرمایا قاتلکم اللہ یا اھل العراق ولا لیلۃ صفین۔

لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلعم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے تو آپؐ نے

ان دونو کو ایسی حالت میں پایا کہ اگر کپڑے سے بدن کے اوپر کا حصہ ڈھانکتے تھے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور اگر پاؤں ڈھانکتے تھے تو اوپر کا حصہ ننگا ہو جاتا تھا ٭

عید اضحیٰ اسی سال عید اضحیٰ کی نماز مشروع ہوئی جو موسم حج کے ایام میں ادا کی جاتی ہے اور اسمٰعیل ذبیح اللہ کی قربانی کی مقدس یادگار ہے۔ اس میں ہر ذی استطاعت مسلمان کا فرض ہوتا ہے کہ اپنی طرف سے کوئی جانور قربان کرکے اس کا گوشت لوگوں کے اندر مفت تقسیم کرے چنانچہ عید اضحیٰ کے دن تمام اسلامی دنیا میں لاکھوں کروڑوں جانور فی سبیل اللہ قربان کئے جاتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں کے اندر عملی طور پر اس عظیم الشان قربانی کی یاد قائم رکھی جاتی ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے فرمانے پر اللہ کے حکم کے ماتحت حضرت اسمٰعیلؑ نے پیش کی اور ہر ایک مسلمان کو تیار کیا جاتا ہے کہ وہ بھی جب موقعہ آئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان کو قربان کر دینے کے واسطے بطیب خاطر تیار ہو جاوے اور اسمٰعیلؑ کی طرح لبیک لبیک کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہو ٭ (باقی آیندہ)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

تحریک برائے مسجد احمدیہ لنڈن

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ولایت کی تبلیغ کا کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس عمدگی اور کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ وہ آپ لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ کیونکہ ہمیشہ اس کام کے متعلق رپورٹیں شائع ہوتی

رہتی ہیں۔ جس وقت سے یہ کام شروع کیا گیا ہے۔ ہمارے ولایت کے مبلّغین برابر اس امر پر زور دیتے رہتے ہیں۔ کہ اس وقت تک یہ کام کما حقہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اپنی مسجد نہ ہو۔ اور اپنا مکان نہ ہو۔ کیونکہ مسجد نہ ہونے سے لوگوں کی توجہ ہمارے کام کی طرف منتقل نہیں ہوتی۔ اور وہ ہمارے کام کو ایک مذہبی تبلیغ نہیں بلکہ ایک پُراسرار تحریک خیال کرتے ہیں۔ اور مکان اپنے کے نہ ہونے کے سبب سے جلدی جلدی نقل مکانی کرنی پڑتی ہے۔ جس کے باعث تبلیغ کا خاص مرکز قائم نہیں ہو سکتا۔ ہمارے مبلّغین کی یہ درخواست واقعی قابل توجہ ہے۔ مگر میرے نزدیک اپنی مسجد کے بنوانے کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے۔ کہ کچھ خاص برکات ہیں۔ جو بغیر مسجد کے حاصل نہیں ہوتیں۔ پس ان کے حاصل کرنے کے لئے مسجد کی تعمیر نہایت ضروری ہے۔ اور یہ موقعہ اس کام کے لئے سب سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس وقت پونڈ کی قیمت گری ہوئی ہے۔ اور ہم اگر یہاں سے دس روپے بھیجیں۔ تو ولایت میں اس کے بدلہ میں ایک پاؤنڈ مل جاتا ہے۔ گویا اس وقت روپیہ بھیجنے سے ہمیں ڈیوڑھا روپیہ ملنے کی امید ہے۔ پس ان تمام امور کو مدِ نظر رکھ کر میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اسی ماہ میں ایک معقول رقم جس کا اندازہ تیس ہزار روپیہ کیا جاتا ہے۔ مسجد لنڈن کے لئے یہاں سے بھجوا دی جاوے۔ جو امید ہے۔ کہ وہاں پچاس ہزار روپیہ کے قریب ہو جاوے گی۔ اور اس سے ایک گذارہ کے قابل مسجد اور مختصر مکان بن سکے گا۔ اور میں اس اعلان کے ذریعہ تمام احمدی احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ جلد اس رقم کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اپنے اپنے چندے فوراً بھجوا دیں۔ تاکہ اسی ماہ ولایت روانہ کئے جا سکیں۔ گو اس قدر رقم کا اس قدر قلیل عرصہ میں ہماری جماعت کی حیثیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جمع ہونا بادی النظر میں مشکل معلوم ہوتا ہے۔ خصوصاً جبکہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ ہماری جماعت

کے لوگ ایک کثیر رقم ماہواری چندہ کے طور پر ادا کرتے ہیں۔ لیکن اس جماعت کے اخلاص اور اس کام کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے۔ مَیں یقین رکھتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کے مرد اور عورتیں اس کارِ خیر کے پورا کرنے میں دلی جوش سے قدم بڑھائیں گے۔ اور اس امر کو ثابت کر دینگے۔ کہ خدا تعالیٰ کی برگزیدہ جماعتیں جب کسی کام کے لئے ارادہ کر لیتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کو کر کے چھوڑتی ہیں۔ مومن کے اخلاص اور اس کے عزم کے سامنے دُنیا کی کوئی مشکل نہیں ٹھیر سکتی۔ اور پہاڑ بھی اس کے سامنے کائی کی طرح اُڑ جاتے ہیں۔ اور دریا پایاب ہو جاتے ہیں۔ پس اے جماعت احمدیہ کے احباب تم اس کام کے لئے عزم کرلو۔ اور پختہ ارادہ کے ساتھ اس کے لئے اُٹھو اور پھر خدا تعالیٰ کی قدرت کا تماشا دیکھو۔ کہ وہ کس طرح تمہاری مدد کرتا ہے۔ کیونکہ یہ کام درحقیقت خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اور تم صرف ایک ہتھیار ہو جسے بردست ہستی نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا ہے ؂

مَیں اس موقعہ پر ان احباب کو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں جن کو خدا تعالےٰ نے صاحبِ ثروت کیا ہے۔ وہ اس امر کو دیکھیں۔ کہ ان کے دوسرے بھائی جو ابھی حق کے پانے سے محروم ہیں۔ کس طرح نام و نمود کی غرض سے دس دس بیس بیس ہزار روپیہ خرچ کر کے ایسے مقامات پر مساجد تیار کراتے ہیں۔ جہاں مساجد کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے حصول اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے ان سے بڑھکر نہیں۔ تو ان کے برابر تو ہمت دکھائیں۔ مگر نہیں یہ ایک مایوسی کا کلمہ ہے۔ اور مومن مایوس نہیں ہوتا۔ مَیں یہی کہوں گا۔ کہ بہرحال وہ ان سے بڑھ کر ہمت دکھائیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور آیندہ آنیوالی نسلوں کی دعاؤں کے مستحق بنیں۔ وہ یاد رکھیں۔ کہ انگلستان وہ مقام ہے جو صدیوں سے تثلیث پرستی کا مرکز بن رہا ہے۔ اور اس میں ایک ایسی مسجد

کی تعمیر جس پر سے پانچ وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی صدا بلند ہو۔ کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے۔ جس کے نیک ثمرات نسلاً بعد نسلاً پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور تاریخیں اس کی یاد کو تازہ رکھیں گی۔ وہ مسجد ایک نقطۂ مرکزی ہوگی جس میں سے نورانی شعاعیں نکل کر تمام انگلستان کو منوّر کر دینگی۔ بے شک اس سے پہلے بھی وہاں ایک مسجد قائم ہے۔ مگر وہ ایسے وقت میں بنائی گئی تھی جبکہ اس مسجد کی ضرورت نہ تھی۔ اور صرف اسلام کا نشان قائم کرنے کے لئے اسے تیار کیا گیا تھا۔ مگر یہ مسجد ضرورت پڑنے پر تعمیر ہوگی۔ پس یہی مسجد پہلی مسجد کہلانے کی مستحق ہے۔ کیونکہ اس کی تعمیر کے پہلے دن سے ہی اس پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا نعرہ بلند ہونا شروع ہو جائیگا۔ جبکہ پہلی مسجد سالہاسال تک مقفّل اور بند رہی ہے۔ پس اے صاحب ثروت احباب بلند حوصلگی سے اُٹھو۔ اور ہمیشہ کے لئے ایک نیک یادگار چھوڑ دو۔ تا ابدی زندگی میں اس کے **نیک ثمرات پاؤ**۔ وہ ثمرات جن کی لذّت کا اندازہ انسانی دماغ کر ہی نہیں سکتا۔ اور یاد رکھو کہ غرباء ہزاروں طریق سے خدمت دین کر کے ثواب کما رہے ہیں۔ اور اس کام میں بھی وہ اپنے ذرائع کے مطابق یہی کوشش کرینگے کہ اپنے امیر بھائیوں سے آگے نکل جاویں۔ کیونکہ وہ خدمات دین کرتے کرتے بوجھ اُٹھانے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام احمدی احباب کے قلوب کو کھولدے۔ اور ان کے حوصلوں اور ذرائع کو وسیع کر دے۔ اور اس کام کے بہت جلد تکمیل کو پہنچنے کے سامان پیدا کر دے۔ اللّٰھم اٰمین ثم اٰمین۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین ؛

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی مؤرخہ چھٹی جنوری ۱۹۲۰ء

مکرر یہ کہ مَیں اس حد تک لکھ چکا تھا۔ کہ مَیں نے قادیان کے احباب کو جمع کر کے چندہ کی تحریک کی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پانچہزار روپیہ کے قریب چندہ قادیان

سے ہی ہوگیا۔ دوسرے دن پھر عورتوں اور مردوں میں تحریک کی۔ تو چندہ کی مقدار گیارہ ہزار سے بھی بڑھ گئی۔ اور بارہ ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ جس میں سے سات ہزار وصول بھی ہو چکا ہے۔ اور باقی بھی بہت جلد وصول ہو جاویگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس غریب جماعت سے اس قدر چندہ کی وصولی خاص تائید الٰہی کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اس چندہ کے ساتھ شامل ہے۔ ان دنوں میں قادیان کے لوگوں کا جوش و خروش دیکھنے کے قابل تھا۔ اور اس کا وہی لوگ ٹھیک اندازہ کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا ہو۔ اخلاص تو نیا نہیں پیدا ہوتا وہ تو دل میں پہلے سے ہوتا ہے۔ مگر اس کے اظہار کا یہ ایک خاص موقعہ تھا۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ قادیان کے احمدیوں کا اخلاص اُبلنے کے درجہ پر پہلے سے پہنچا ہوا تھا۔ اور صرف بہانہ ڈھونڈ رہا تھا۔ اور مرد اور عورت اور بچے سب ایک خاص نشۂ محبت اسلام میں چُور نظر آتے تھے۔ عورتوں کا ہی چندہ دو ہزار سے بڑھ گیا۔ اور قریباً سب کا سب فوراً وصول ہوگیا۔ کئی عورتوں نے اپنے زیور اُتار دیئے۔ اور بہتوں نے ایکدفعہ چندہ دیکر۔ پھر دوبارہ جوش آنے پر اپنے بچوں کی طرف سے چندہ دینا شروع کیا۔ اور پھر بھی جوش کو دبتا نہ دیکھکر اپنے وفات یافتہ رشتہ داروں کے نام سے چندہ دیا۔ بچوں کے جوش کا یہ حال تھا۔ کہ ایک بچہ نے جو ایک غریب اور محنتی آدمی کا بیٹا ہے۔ مجھے ساڑھے تیرہ روپے بھیجے۔ کہ مجھے جو پیسے خرچ کرنے کے لئے ملتے تھے۔ ان کو میں جمع کرتا رہتا تھا۔ وہ میں سب کے سب اس چندہ کے لئے دیتا ہوں۔ نہ معلوم کن کن اُمنگوں کے ماتحت اس بچہ نے وہ پیسے جمع کئے ہونگے۔ لیکن اس کے مذہبی جوش نے خدا کی راہ میں ان پیسوں کے ساتھ ان اُمنگوں کو بھی قربان کروا دیا انبتہ اللہ نباتاً حسناً۔ مدرسہ احمدیہ کے غریب طالب علموں نے جو ایک سو سے بھی کم ہیں۔ اور اکثر انہیں

سے وظیفہ خوار ہیں۔ ساڑھے تین سو روپیہ چندہ لکھوایا۔ اور ان کی حالت مالی کو مدِّنظر رکھ کر کہا جا سکتا ہے۔ کہ انہوں نے کئی ماہ کے لئے اپنی اشد ضروریات کے پورا کرنے سے بھی محرومی اختیار کر لی۔ اسی طرح ٹریننگ کلاس کے طلباء نے جن کی کل تعداد اٹھارہ ہے۔ ساڑھے تین سو روپیہ چندہ لکھوایا۔ مدرسہ ہائی کے بچّوں نے چھ سو کے قریب چندہ لکھوایا۔ غرض بچّوں نے بھی اس اخلاص کا نمونہ دکھایا۔ جو دوسری اقوام کے بڑوں میں بھی موجود نہیں ہوتا*

یہ حال جب عورتوں اور بچّوں کا تھا۔ جو بوجہ کمی علم یا قلّت تجربہ کے دینی ضروریات کا اندازہ پوری طرح نہیں کر سکتے تو مردوں کا کیا حال ہوگا۔ اسے خود قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ایک بڑی تعداد ایسے آدمیوں کی تھی جنہوں نے اپنی ماہوار آمدنیوں سے زیادہ چندہ لکھوایا۔ جن میں سے ایک معقول تعداد ان لوگوں کی تھی۔ جنہوں نے تین تین چار چار گنے چندہ لکھوایا۔ بعض لوگوں کا حال مجھے معلوم ہوا۔ کہ جو کچھ نقد پاس تھا۔ انہوں نے دیدیا۔ اور قرض لیکر کھانے اور پینے کے لئے انتظام کیا۔ ایک صاحب نے جو بوجہ غربت زیادہ رقم چندہ میں داخل نہیں کر سکتے تھے۔ نہایت حسرت سے مجھے لکھا کہ میرے پاس اور تو کچھ نہیں میری دوکان کو نیلام کر کے چندہ میں دیا جاوے۔ گو ان کی اس درخواست کو میں قبول نہیں کر سکتا تھا۔ مگر اس سے اس اخلاص کا پتہ لگتا ہے جو ان کے دلوں میں موجزن تھا۔ بعض لوگوں نے سکنی زمینیں چندہ میں دے دیں۔ غرض بے نظیر قربانی کے ساتھ قادیان کی غریب جماعت نے بارہ ہزار روپیہ کے قریب چندہ لکھوایا۔ اور سب سے عجیب تر بات یہ ہے۔ کہ اس میں سے اکثر حصہ نقد وصول ہو گیا۔ اور لوگوں نے بجائے آہستہ آہستہ چندہ ادا کرنے کے زیورات وغیرہ فروخت کر کے اپنے وعدے ادا کر دیئے۔ اور باقی بھی عنقریب انشاء اللہ وصول ہو جاوینگے۔ جزاھم اللہ خیرا *

Digitized by Khilafat Library

میرا قادیان کے حالات کے بیان کرنے سے جہاں یہ مطلب ہے کہ بیرونجات کے احباب کو تحریک پیدا ہو۔ وہاں میرا یہ بھی منشاء ہے۔ کہ میں اس غلط فہمی کو دُور کروں۔ جو بعض بیرونی جماعتوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ کہ قادیان کے لوگ دینی کاموں میں حصّہ نہیں لیتے۔ چنانچہ اسی جلسہ پر مُجھ سے ایک شخص نے کہا۔ کہ آپ قادیان کے لوگوں کو باہر نکالیں۔ کہ کچھ کام بھی کریں۔ اور چندہ بھی دیں۔ اور بوجھ نہ بنیں۔ حالانکہ اصل واقعہ یہ ہے۔ کہ چند معذور آدمیوں کے سوا باقی تمام کے تمام احبابِ قادیان سخت محنت سے اپنی روزی کماتے ہیں۔ اور اپنے فارغ اوقات کو دین کی اشاعت کے لئے صرف کرتے ہیں۔ اور اپنے مالوں میں سے عموماً دوسری جماعتوں کی نسبت زیادہ حصّہ خدا کی راہ میں نکالتے ہیں۔ غرض ان کے اموال اور ان کی جانیں خدا کی راہ میں قربان ہو رہی ہیں۔ اِلّا ماشاءاللہ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہی کے نقش قدم پر چلکر باہر کی جماعتیں کوشش کریں تو تیس ہزار تو کیا چیز ہے۔ ایک ماہ میں دو لاکھ روپیہ کا جمع ہو جانا بھی کچھ مشکل نہیں۔ کم سے کم وہ لوگ جن کو قادیان کے احمدیوں پر شکوہ ہے۔ ان سے میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ اس موقعہ پر اپنے شکوہ کو عملی طور پر سچّا ثابت کرکے دکھائینگے۔ تاکہ ان کے اس گناہ کا بھی کفارہ ہو جاوے جو اپنے بھائیوں پر بدظنی کرکے ان سے سرزد ہوا ہے*

قادیان کے چندہ کے ساتھ ہی میں احباب کو یہ بھی خوشخبری سُناتا ہوں کہ امرتسر اور لاہور کی جماعتوں نے بھی (جو اس بدظنی سے جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے پاک ہیں اور بوجہ قُرب اور کثرت تعلّقات کے حقیقت سے آگاہ ہیں) خاص ایثار سے کام لیا ہے۔ خصوصاً امرتسر نے کہ جہاں کی بالکل غریب اور قلیل جماعت نے دو ہزار سے اوپر چندہ لکھوایا ہے۔ لاہور کا چندہ ابھی ہو رہا ہے۔ لیکن اس وقت تک جو اطلاع ملی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے

کو دس ہزار روپیہ سے انشاء اللہ اوپر ہی چندہ ہو جاویگا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اس رفتار چندہ سے میں سمجھتا ہوں۔ کہ گورداسپور۔ امرتسر اور لاہور اور دوسرے مقامات کے چندے ملکر یہ تیس ہزار کی رقم جس کا میں نے شروع میں اعلان کیا ہے۔ ان تین ضلعوں سے ہی پوری ہو جاویگی۔ اور احمدیوں کے اخلاص کو دیکھتے ہوئے میں ڈرتا ہوں۔ کہ اس سے دوسری جماعتوں کو سخت صدمہ ہوگا۔ کیونکہ ایسے اعلیٰ درجہ کے ثواب کا موقعہ ان کے ہاتھوں سے نکل جاویگا۔ پس میں اس اعلان کی رقم کو بڑھا کر ایک لاکھ کر دیتا ہوں۔ تاکہ تمام جماعتہائے احمدیہ اپنے اخلاص کا اظہار کر سکیں۔ اور ثواب حاصل کرنیکا موقعہ پا دیں۔ اور یہ روپیہ کچھ زیادہ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر گورداسپور۔ امرتسر اور لاہور کی جماعتیں تیس ہزار روپیہ جمع کر سکتی ہیں تو بقیہ جماعتوں کے لئے ستّر ہزار روپیہ جمع کرنا بہت زیادہ آسان ہے۔ اور اگر ایک ماہ کے اندر یہ جمع ہو جاوے تو ولایت میں یہ رقم قریباً بارہ ہزار پاؤنڈ یا ایک لاکھ اسی ہزار روپے کے قریب ہمیں ملجاویگی جس کو اس طرح استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کہ علاوہ مسجد کی تیاری کے اسی رقم سے آئندہ ولایت کی تبلیغ اور امریکہ کی تبلیغ کے اخراجات بھی نکالے جا سکتے ہیں۔ اور جماعت کی آئندہ کوششیں ایشیا اور افریقہ کی تبلیغ کی طرف منتقل ہو سکتی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس رقم کو ہر ایک احمدی اس طرح پورا کرنیکی کوشش کریگا۔ کہ گویا اس کام کا سب بوجھ اسی پر ہے اور اس اکیلے نے اس کام کو کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کام کے پورا کرنیکی توفیق دے۔ اور آپکی ہمتوں کو بلند اور آپکی نیّتوں کو خالص کرے۔ اور آپکے کاموں میں برکت دے۔ اور اسلام کی شان کو آپ لوگوں کے ہاتھ پر ظاہر کرے

اللّٰھم اٰمین ثم اٰمین ثم اٰمین ؛ خاکسار

۱۴۔ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء مرزا محمود احمد۔ خلیفۃ المسیح الثانی

نوٹ:۔ اس چندہ کا عام ماہواری چندوں پر کوئی اثر نہ پڑنا چاہیئے۔ اور تمام رقوم چندہ ناظر بیت المال کے نام پر بھیجی جائیں ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ

منعقدہ ۲۶-۲۷-۲۸-۲۹- دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء

اس سال کے سالانہ جلسہ کی رپورٹ قادیان کے اخبارات میں چھپ چکی ہے اور امید ہے ہمارے ناظرین کی نظر سے بھی گذری ہوگی لیکن چونکہ ہمارے رسالہ کی یہ ایک روایت چلی آتی ہے کہ اس میں بھی یہ رپورٹ ہمیشہ نکلا کرتی ہے اور ممکن ہے بعض احباب تک ابھی اس کی رپورٹ پہنچی بھی نہ ہو اس لئے ہم گذشتہ جلسہ سالانہ کی مختصر رپورٹ درج ذیل کرتے ہیں۔

اس دفعہ سالانہ جلسہ کے واسطے جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے ۲۶ تا ۲۹ دسمبر کی تواریخ مقرر تھیں۔ لیکن امسال بوجہ اس افواہ کے کہ بڑے دنوں میں ریلوں کی عام سٹرائک ہو جائے گی۔ اور بوجہ اس بات کے کہ انہی ایام میں امرتسر میں مسلم لیگ اور کانگرس کے سالانہ جلسے تھے جن کی وجہ سے گاڑیوں میں غیر معمولی تکلیف کا سامنا بھی تھا پھر بوجہ اس کے کہ عین جلسہ سے دو تین دن پہلے بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا ہمارے بعض احباب کا یہ خیال تھا کہ امسال لوگ شاید گذشتہ سالوں کی نسبت کچھ کم آویں لیکن باوجود ان مشکلات کے لوگ آئے اور کثرت سے آئے اور گذشتہ سالوں سے زیادہ آئے اور "زمین قادیاں اب محترم ہے۔ ہجوم خلق سے ارض حرم ہے" کا پاک نظارہ ہم نے گذشتہ سالوں سے زیادہ شان وشوکت میں دیکھا۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس سال مہمانوں کی تعداد قریباً چھ ہزار تھی فالحمد للہ علےٰ ذٰلک ؛

بارش کی وجہ سے بٹالہ میں مہمانوں کے استقبال کا انتظام کماحقہ نہیں کیا جاسکا۔ جس کی وجہ سے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ بعض مہمانوں کو بٹالہ میں کچھ تکلیف ہوئی لیکن جب قادیان میں منتظمین کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو فوراً زائد عملہ بٹالہ روانہ

کیا گیا جس کی وجہ سے مہمانوں کے استقبال اور یکوں ٹمٹموں کا خاطر خواہ انتظام ہو گیا۔ تجویز ہے کہ آیندہ سال سے استقبالیہ کمیٹی کے بعض ممبر امرتسر بھی بھیجے جایا کریں اور بٹالہ میں بھی زیادہ وسیع پیمانہ پر انتظام کیا جاوے۔ اور یہ بھی تجویز ہے کہ اگر ہو سکے تو احمدیہ سٹور دو تین موٹر لاریں خرید لے جو عام طور پر دوران سال میں تجارتی کاموں اور مسافروں کو لانے اور لیجانے کے علاوہ جلسہ کے موقعہ پر انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہونگی ؛

اس دفعہ گذشتہ سال کی طرح سیکرٹری کمیٹی برائے انتظام جلسہ حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب تھے اور ان کے ماتحت حسب دستور سابق بیرون قصبہ اور اندرون قصبہ کا انتظام تقسیم کر دیا گیا تھا۔ بیرون قصبہ کے انچارج جناب چودھری غلام محمد صاحب بی۔اے مینیجر احمدیہ سٹورز تھے لیکن بعد میں کام کی زیادتی کی وجہ سے خان محمد عبداللہ خان صاحب اور مرزا شریف احمد صاحب بھی ان کے ساتھ لگا دیئے گئے تھے۔ چودھری صاحب کے مددگار شیخ نواب دین صاحب بی۔اے تھے۔ قصبہ کے اندر حضرت مولوی صاحب کے اسسٹنٹ اور منتظم مکانات شیخ محمد احمد صاحب تھے اور فراہمی اجناس و اخراجات کے کام میں حضرت مولوی صاحب کے ماتحت مولوی عبدالرحمٰن صاحب تھے۔ یہ تمام احباب اور ان کے علاوہ باقی تمام وہ احباب جنہوں نے کسی طرح پر جلسہ کے کام میں مدد دی اور اپنا وقت صرف کر کے اس دینی خدمت کے سرانجام دینے میں کوشش کی سب شکریہ اور دعا کے مستحق ہیں اور اگر کسی کی طرف سے کوئی فرو گذاشت ہوئی ہو تو انسان کمزور ہی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی کمزوریوں کو دور فرماوے اور ہر طرح کی اصلاح کی توفیق دیوے اللّٰھم آمین ؛

۲۶- دسمبر کو جمعہ کا دن تھا لیکن جلسہ کی کارروائی جمعہ سے پہلے ہی شروع ہو گئی تھی اور اسوقت صدر جلسہ جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب تھے۔ تلاوت

قرآن اور نظم کے بعد جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے پیشگوئی اور اسکی حقیقت پر تقریر فرمائی اور پھر نماز جمعہ کی تیاری کے واسطے لوگ منتشر ہوگئے۔ دو بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح ؑ نے نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ دیا۔ اسکے بعد آپ مسجد نور سے شہر کی طرف تشریف لے آئے اور مسجد نور میں جناب چودھری نصر اللہ خانصاحب کی زیر صدارت جلسہ شروع ہوا۔ حسب معمول تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب نے صداقت مسیح موعود ؑ پر تقریر فرمائی جو امید ہے علیحدہ چھپ جائے گی۔ اس وقت جلسہ گاہ میں حاضرین کی تعداد کوئی چار ہزار کے قریب ہوگی؛

دوسرے دن یعنی ستائیس کی صبح کو پھر بارش شروع ہوگئی اس لئے بجائے مسجد نور کے ہائی سکول کے ہال میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی لیکن افسوس ہے کہ اس میں بہت تھوڑے لوگ سما سکے اور ایک بڑی تعداد کو جگہ نہ مل سکی۔ اس قسم کی ضروریات کو مدّنظر رکھکر اس دفعہ تجویز کی گئی ہے کہ آئندہ جلسہ سالانہ کے واسطے ایک مستقل مسقف پنڈال تعمیر کروایا جاوے چنانچہ اسکے لئے جگہ کا انتخاب بھی ہو چکا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ اس سال بتمامہ یا اس کا کچھ حصہ تعمیر کروا دیا جاویگا؛

دس بجے کے بعد ہال میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ خان ذوالفقار علی صاحب صدر جلسہ تھے۔ تلاوت اور نظم کے بعد جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے اپنا مضمون شروع کیا جو مبایعین اور غیر مبایعین کے باہمی اختلافات کے متعلق تھا۔ شیخ صاحب نے بڑی محنت کے ساتھ یہ مضمون تیار کیا تھا اور ہم امید کرتے ہیں کہ شیخ صاحب اسے اور مکمل کرکے کتابی صورت میں شائع کرنے کی کوشش فرماوینگے شیخ صاحب کے بعد حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب کی تقریر کے لئے وقت مقرر تھا

لیکن انتظام جلسہ کے کام میں بہت مصروف ہونے کی وجہ سے مولوی صاحب تشریف نہیں لاسکے۔ اس لئے شیخ صاحب کی تقریر کے بعد اس دن کا پہلا اجلاس ختم ہوا ٭

نماز ظہر و عصر کے بعد تین بجے حضرت خلیفۃ المسیح نے تقریر شروع فرمائی۔ تقریر سے پہلے حضور نے چند نکاحوں کا اعلان فرمایا اور پھر تقریر شروع فرمائی۔ یہ تقریر متفرق امور پر تھی اور قریباً چار ساڑھے چار گھنٹے تک جاری رہی۔ یہ اجلاس مسجد نور میں ہوا کیونکہ بارش تھم گئی تھی۔ دوران تقریر میں کچھ تقاطر شروع ہوا اور ڈر تھا کہ زیادہ زور کے ساتھ بارش نہ ہونے لگ جائے لیکن آخر جلد ہی بوندیں بند ہوگئیں اور سورج نکل آیا ورنہ ہال میں جانا پڑتا اور کئی لوگ حضور کی تقریر سننے سے محروم ہو جاتے۔ حضور کی یہ تقریر ماشاء اللہ بڑے جوش والی اور نہایت دل پذیر و موثر تھی ٭

تیسرے دن یعنی ۲۸-دسمبر کو جلسہ کی کارروائی مسجد نور میں زیر صدارت چودھری ابوالہاشم صاحب ایم-اے بنگالی شروع ہوئی-اور محکمہ ہائے نظارت کے مختلف ناظروں نے اپنی اپنی نظارت کی مختصر رپورٹیں سنائیں اور سیکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان نے صدر انجمن کی سالانہ رپورٹ پڑھی اور اسکے بعد مولوی عبدالمغنی صاحب ناظر بیت المال اور محاسب صدر انجمن احمدیہ نے مختصر طور پر جماعت کے چندوں کی سالانہ آمد و خرچ کی کیفیت سنائی۔ اور مختلف جماعتوں کے چندوں کی تعداد کا اعلان کیا۔ الحمد للہ اس سال بھی قادیان اوّل نمبر پر تھا ٭

ان رپورٹوں کے بعد جناب خان ذوالفقار خاں صاحب نے چندہ کے واسطے اپیل کی جس پر اسجگہ قریباً آٹھ ہزار چندہ نقد ہوا۔ اس کے ساتھ اگر وہ رقوم بھی شامل کرلی جاویں جو دفتر ناظر بیت المال و محاسب میں احباب نے دستی جمع کرائیں

تو کل تعداد تیرہ ہزار روپے تک پہنچ جاتی ہے فالحمدللہ ؛

نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر شروع فرمائی جو تقدیر کے مسئلہ پر تھی۔ یہ تقریر نہایت اعلیٰ اور کمیاب علمی معلومات کا ذخیرہ تھی قریباً چار گھنٹے تک حضور تقریر فرماتے رہے لیکن ابھی مضمون ختم نہیں ہوا تھا کہ حضور نے اس خیال سے کہ بوڑھوں کو سردی کی وجہ سے تکلیف نہ ہو اپنی تقریر بند فرمادی اور لوگوں کے اصرار پر وعدہ فرمایا کہ بقیہ تقریر دوسرے دن صبح کے وقت پوری فرمادینگے۔ حضور کی ان دونوں تقریروں کے وقت حاضرین کی تعداد چھ ہزار سے اوپر اندازہ کی جاتی ہے ؛

دوسرے دن یعنی ۲۹۔ دسمبر کی صبح کو حضور نے اپنی تقریر فرمائی لیکن اگلا مضمون شروع کرنے سے پہلے حضور نے اس خیال سے تا کہ پنجاب کے زمینداروں کے لئے یہ مسئلہ صاف ہوجاوے پہلے پنجابی زبان میں چند منٹ تک اپنی کل والی تقریر کا مختصر الفاظ میں خلاصہ سنایا۔ اور پھر آگے تقریر شروع کی جو قریباً چار گھنٹے میں ختم ہوئی گویا کل تقریر قریباً آٹھ نو گھنٹے میں ختم ہوئی اور حضور فرماتے تھے کہ ابھی میں نے بہت اختصار سے کام لیا ہے اور فرماتے تھے کہ میں نے اس کے لئے سو صفحے نوٹ لکھے تھے لیکن اختصار کی وجہ سے کاٹ کاٹ کر صرف چھبیس ۲۶ صفحے رہنے دیئے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح کے بعد چند منٹ تک مسٹر ساگر چند صاحب بیرسٹر نے تقریر فرمائی اور بتایا کہ میں نے کیوں احمدیت کو اختیار کیا اور بعض ان الزامات کا ازالہ کیا جو خواجہ کمال الدین صاحب نے ان پر غلط طور پر لگائے تھے ؛

نماز ظہر کے بعد پروگرام جلسہ کا وہ حصہ شروع کیا گیا جو بوجہ حضرت

خلیفۃ المسیح ؑ کی تقریر کے ۲۹- کی صبح کو نہیں کیا جا سکا تھا- جناب خان صاحب منشی فرزند علی صاحب، صدر جلسہ تھے پہلے قاضی محمد عبد اللہ صاحب بی اے بی ٹی نے انگلستان میں اشاعت اسلام کے متعلق مختصر سی تقریر فرمائی اور پھر حکیم خلیل احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود ؑ کے کارناموں پر ایک نہایت موثر تقریر کی- حکیم صاحب نے آخر میں چندہ کی بھی تحریک کی جس پر باوجود اس کے اس وقت اکثر احباب جا چکے تھے قریباً ایک ہزار روپیہ چندہ لکھوایا اور ادا کیا گیا- اس کے بعد صدر جلسہ نے مختصر تقریر فرمائی- اور بعد دعا جلسہ برخواست ہوا +

مستورات کا جلسہ مسجد اقصیٰ میں ہوا اور کئی اصحاب کی تقریریں ہوئیں اور حضرت خلیفۃ المسیح ؑ نے بھی مستورات میں دو تقریریں فرمائیں- فقط

ایھا الاحباب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جس درد دل سے اشاعت ریویو کی طرف لوگوں کو متوجہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک خواہش کو ظاہر فرمایا تھا- اس کے متعلق یہ خاکسار بھی یاددہانی کراتا ہے- امید ہے- کہ سیکرٹری صاحبان اپنی اپنی انجمن کے معزز ممبروں میں یہاں تک کوشش فرماوینگے- کہ کوئی بالغ شخص اس کی خریداری سے باہر نہ رہیگا- والسلام

نور محمد ہیڈ کلرک ریویو قادیان

گوشوارہ آمد و اخراجات صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء

چندہ مدرسہ	عید فنڈ	فیس مدرسہ	اراضیات	چندہ ورزش	چندہ	تعلیم صنعتی	سرکاری گرانٹ	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	کل میزان	چندہ مدرسہ	عید فنڈ	چندہ البشریٰ	متفرق	میزان	فاضل سابقہ	فاضل	قرضہ	خرچ	بقایا
آمد صیغہ تعلیم												آمد صیغہ مدرسہ احمدیہ							صیغہ قرضہ		مستقل فنڈ
۱۲/	۸/	۶/	[illegible]	۶/	۸/	۰۲/	[illegible]	۰۱/	۰۱۲/	۵/۱	۷/۱۱	۳/	۸/	[illegible]	۵/۰	۴/	۰۶/	۲/۲ پائی	[illegible]	[illegible]	۰۲/

چندہ اعانت	اردو ریویو	انگریزی ریویو	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	میزان	چندہ لنگر خانہ	مساجد	میزان	فاضل سابقہ	فاضلہ	چندہ ڈاکخانہ	فیس اپیشن	فروخت ادویہ	چندہ اراضیات	متفرق	میزان	فاضل سابقہ	فاضلہ
آمد اشاعت اسلام							آمد لنگر خانہ					آمد صیغہ متفرقات							
۲/	۳/	۸/	۱۱/	۵/	۸/۲/	۸/۵/	۶/	۱/	۷/	[illegible]	۱۰/	۰۲/	[illegible]	۹/	۱۳/	۸/	[illegible]	[illegible]	۱۲/۴ پائی

یتامیٰ	کھال قربانی	مساکین	زکوٰۃ	واپسی قرضہ	متفرق	میزان	بقایا سابقہ	میزان	بورڈران ہائی	متفرق	میزان	فاضل سابقہ	بقایا	چندہ تعمیر	میزان	فاضل سابقہ	فاضلہ
آمد صیغہ وظائف صدقات									آمد صیغہ بورڈران ہائی					آمد صیغہ تعمیر			
۱۴/	۱/	۳/	۱/	۱۴/	[illegible]	۱۰/	۲/	۰۱۳/	۵/	۱۱/	[illegible]	۰۶/	۰۹/	۳/	۳/	۳	[illegible]

وصایا	حصہ آمد	چندہ شرط اول	تحصیلات دو مرکانات	باغیچہ	میزان	بقایا سابقہ	میزان	بورڈران احمدیہ	بقایا سابقہ	میزان	امانت	بقایا سابقہ	واپسی امانت	باقی	بقایا سابقہ
آمد صیغہ مقبرہ بہشتی								صیغہ بورڈران احمدیہ			صیغہ امانت اندرونی				صیغہ امانت بیرونی
۸/	۵/	۴/	۴/	۵/	۳/	۳	۱۳/۳ پ	۷/	۰۵/	۰۱۲/	۱۵/	۱/۸ پ	[illegible]	۷/۱ پ	[illegible]

صیغہ پرائیویٹ فنڈ		
پرائیویٹ	بقایا سابقہ	میزان پرائیویٹ فنڈ
[illegible]	[illegible]	[illegible]

بقایا صیغہ جات یکم نومبر ۱۹۱۹ء

تعلیم	۱۱	۷	۶۳۰۷
امانت اندرونی	۱	۷	۶۱۷۵
اشاعت اسلام	۵	۸	۵۷۴۱
وظائف صدقات	۶	۱۳	۵۵۳۲
بورڈران ہائی	۶	۹	۹۲۳
مقبرہ بہشتی	۳	۱۳	۱۸۶۲۱
پرائیویٹ فنڈ	۰	۴	۳۲۳۳
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۰۲
امانت بیرونی	۰	۰	۹۵
بورڈران احمدیہ	۹	۱۲	۵۱۹
میزان	۱۱	۱۴	۵۱۰۷۳
منہائی فاضل	۶	۱۲	۴۳۳۴۵
	۵	۲	۷۷۲۸
منہائی پیشگی	۹	۶	۵۵۷۸
نزد امین	۸	۱۱	۲۱۴۹

فاضلہ صیغہ جات یکم نومبر ۱۹۱۹ء

مدرسہ احمدیہ	۲	۲	۳۵۶۶۶
لنگرخانہ	۹	۱۳	۲۶۶۷۶۶
متفرقات	۴	۱۲	۷۱۵۷
تعمیر	۳	۰	۵۸۵۵
میزان	۶	۱۲	۴۳۳۴۵

ناظر
محمد اشرف

محاسب
عبد المغنی

فہرست کتب بک ڈپو دفتر ریویو آف ریلیجنز قادیان دارالامان

قیمت	نام کتب
٩/	(١) اوامر و نواہی
٥/	(٢) اظہار حق
٢/	(٣) التبیان
٠/	(٤) اجرومیہ
٣/	(٥) اعجاز احمدی
٠١/	(٦) اسلام
[illegible]	(٧) براہین احمدیہ مکمل
٥/	〃 حصہ اوّل
٤/	〃 〃 دوم
١٠/	〃 〃 سوم
٣/	(٨) برہان الحق
١/	(٩) باغ بہار
١/	(١٠) پنج ارکان اسلام
٨/	(١١) پارہ عم مترجم بخاری
٣/	(١٢) پارہ عم مترجم
١/	(١٣) پارہ سوم
١/	(١٤) تفسیر سورہ فاتحہ
٣/	(١٥) تفسیر سورہ بقرہ
عہ/	(١٦) تفسیر پارہ اوّل شیخ یعقوب علی صاحب
عہ/	(١٧) 〃 〃 دوم 〃
عہ/	(١٨) 〃 〃 ٢٣/٢٤ 〃
عہ/	(١٩) 〃 〃 ٢٥ 〃
عہ/	(٢٠) 〃 〃 ٢٦ 〃
عہ/	(٢١) ٹیچنگ آف اسلام مجلد
١٤/	(٢٢) 〃 بلا جلد
٦/	(٢٣) جنگ مقدس
٠/	(٢٤) جام شہادت
٢/	(٢٥) حقیقت نماز
٥/	(٢٦) حیرت کی حیرانی حصہ اوّل
٤/	(٢٧) 〃 〃 دوم
عہ/	(٢٨) خطبہ الہامیہ

قیمت	نام کتب
٤/	خزینہ معارف حصہ اوّل دوم
٨/	〃 〃 سوم چہارم
٤/	خلافت راشدہ حصہ دوم
١/	دینیات کا پہلا رسالہ
١/	دعوت دہلی
٠١/	دعوت الحق
٠/	سناتن دھرم
٠١/	سلاس الفضائل
٢/	سلاس التعلیم
عہ/	شرح ترمذی اوّل
عہ/	〃 〃 دوم
٣/	صیان القرآن
٠/	صبر جمیل
١/	فضل حق
٠/	قاعدہ سنسکرت
—/	قصہ قادیان
٦/	قصائد احمدیہ
[illegible]	لغات القرآن مکمل
٠١/	مبادی الصرف
٠١/	مسک العارف
٤/	مکتوبات محمدیہ
٠/	مجموعہ آمین
٠٢/	مباحثہ رامپور
٤/	مکتوبات احمدیہ
٣/	نسیم دعوت
١/	نور القرآن حصہ اوّل
٢/	ہدیۃ ثاقب

نقد دس روپیہ یکمشت خریدار کو مبلغ عنہ (١٠ فیصدی) اور
〃 ٥٠ 〃 〃 عنہ (٣٠) 〃 اور
〃 یکصد روپیہ 〃 〃 للعہ 〃 بطور
کمشن دیا جائیگا

المشتہر :- خاکسار نور محمد ہیڈ کلرک دفتر ریویو قادیان ضلع گورداسپور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹

کافوری جنتری

سنہ ۱۹۲۰ء

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی تیار کردہ سنہ ۱۹۲۰ء کی کافوری جنتری نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے اور بلاقیمت و محصولڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے شریف لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھکر بھیجدیجئے مذکورہ بالا جنتری بواپسی ڈاک آپکی خدمت میں روانہ کردیجائیگی ÷

ہمیشہ تندرست رہنے کی ترکیب

یہ آپ جانتے ہیں کہ انسان کی زندگی خون سے ہے۔ اور اسلئے خون کا صاف رکھنا بہت ہی ضروری ہے۔ خون کے صاف کرنے اور رکھنے کی ترکیب بھی بہت ہی آسان ہے۔ اور وہ یہ کہ ڈاکٹر۔ ایس۔ کے۔ برمن کا آیوڈ ایڈ سالسہ نہایت درجہ مفید ثابت ہوا ہے۔ اس میں کسی چیز کا پرہیز نہیں ہے اس سالسہ میں خاصکر پوٹاشش۔ آیوڈ ایڈ وغیرہ کیک آزمودہ ادویات ملاکر بنتا ہے اسلئے تمام سالسوں سے مفید ثابت ہورہا ہے۔ گرمی آتشک گٹھیہ وغیرہ یا پارہ ملی ہوئی ادویہ کے استعمال سے اگر خون بگڑ گیا ہو تو اسکو استعمال کیجئے۔ خون بگڑنے کی دو وجہ ہیں۔ آتشک۔ گٹھیہ۔ ایسے عارضہ میں پارہ ملی ہوئی ادویہ کے استعمال سے خون بگڑجاتا ہے۔ پوری حالت کی فہرست منگاکر دیکھئے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ عاً محصولڈاک چھ آنہ ۶ر

قوّت کی گولیاں

۳۶ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہورہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس ایٹکینا[امید؟] ملاکر یہ گولیاں بنی ہیں اسلئے مغز۔ ریڑھ۔ رگ اور خون کو طاقت دینے کا خاص دعویٰ رکھتی ہیں زیادہ محنت جوانی کی خرابی و بے اعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہو ان گولیوں کے استعمال سے اوّل ہی روز سے فائدہ ظہور میں آتا ہے بدن میں قوّت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے۔ چہرہ پر رونق جوانی میں ضعیفی کی سی حالت ٹوٹے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے۔ قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ۔ محصولڈاک ایک سے دو شیشی تک ۵ر

Digitized by Khilafat Library

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبرہ ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

(مطبع میگزین قادیان میں باہتمام شیخ محمد نعیب صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر صدر انجمن احمدیہ کیلئے شائع ہوئی)